پُر وقار محبت
عزّت نوازِ عشق

سیّد ریاض حسین شاہ

930/1

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— پُروقار محبت عزت نواز عشق
نام مصنف ——— سیّد ریاض حسین شاہ
بار سوئم ——— ستمبر ۱۹۸۷ء
تعداد ——— ایک ہزار
ناشر ——— ادارہ تعلیمات اسلامیہ (رجسٹرڈ) راولپنڈی
قیمت ———

58645

Marfat.com

930/1

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	عرضِ مصنف	۴
۲	آغازِ کتاب	۵
۳	عشق کا مفہوم، محبت کس سے	۷
۴	عشق — علامتِ ایمان	۹
۵	عشقِ رسول ﷺ	۱۰
۶	جمالِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلکیاں	۱۶
۷	صاحب خلقِ عظیم اور محبت کا معیارِ ثانی	۲۳
۸	محسنِ انسانیت اور محبت کا معیارِ ثالث	۳۳
۹	بہاروں کا نقیب	۳۷
۱۰	حسنِ نظام کی ایک مثال	۳۹
۱۱	رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام رویہ	۴۰
۱۲	مخالفین سے آپ کا سلوک	۴۱
۱۳	انسانی سیادت کا خدائی اہتمام	۴۲
۱۴	حاصلِ مدعا	۴۳
۱۵	محبت کا سب سے بڑا حق	۴۵
۱۶	ایک ضمنی بحث	۴۵
۱۷	عصمت اور استحقاقِ محبت	۴۷
۱۸	عصمتِ انبیاء کی حقیقت	۴۷
۱۹	عشقِ رسول کا ایک اہم تقاضہ	۵۰
۲۰	اکرامِ رسول کے قرآنی مناظر	۵۲
۲۱	شاتمِ رسول کی سزا	۶۰
۲۲	وردِ محبت وظیفۂ عشق	۶۳
۲۳	خدا کی یاد، خدا کی پسند	۶۴
۲۴	یادِ رسول اور سوغاتِ محبت	۶۷
۲۵	اطاعت نہیں تو محبت نہیں	۷۳
۲۶	سنت کی اہمیت	۷۴
۲۷	خدا کے محبوب لوگ	۷۸
۲۸	محبت — محبت کا معیار	۸۵
۲۹	نسبتوں کی محبت	۸۷
۳۰	محبت، جس میں رقابت نہیں	۹۱
۳۱	محبت اور سعی و عمل	۹۲
۳۲	عشق کی عطائیں	۹۴
۳۳	عشقِ مجازی اور اس کے فسادات	۹۹
۳۴	شعلۂ عشق ہویدا کہاں سے	۱۰۰
۳۵	حب و عشق اور حکماء و عارفین کے اقوال	۱۰۷
۳۶	تقدیم از پروفیسر ذاکر حسین شاہ	۱۱۴

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مصنّف

"پُروقار محبت عزت نواز عشق" حقیقت میں ایک تنظیمی اور تربیتی اجتماع میں کی گئی میری ایک تقریر کی پھیلائی ہوئی صورت ہے۔ ——— میں ذاتی طور پر قلمکار ہوں۔ اور نہ ہی لکھنے کا مجھے سلیقہ ہے۔ اور اس پر مزید یہ کہ اتنا اچھا اردو دان بھی نہیں۔ جہاں تک کتاب کی ترتیب و تسوید کا تعلق ہے، تو یہ محض اللہ کا فضل اور میرے احباب کے شوق کے نتیجے میں ہے۔ البتہ یہ ضروری نہیں کہ میرے دوستوں کا شوق اور محبت میری قابلیت کی دلیل بھی ہو سکے۔

کتاب میں محبت کے چند معیار قائم کرکے "کتاب و سنت" سے تقریباً وہ سارا مواد جمع کر لیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محبت کا حق صرف خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ مواد کی جمع بندی میں قارئین کے فائدے کے لئے جہاں ضروری سمجھا، تفصیل و تطویل سے بھی کام لیا ہے۔

جہاں تک کتاب کی ترتیب و ترکیب کا تعلق ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ اس مواد کو اس سے بہتر انداز سے بھی مرتب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اپنی یہ مجبوری ہے کہ جو کچھ لکھا وہ خدا کی رضا کے لئے لکھا۔ اب اتنا وقت نہیں کہ نقاد حضرات کی خوشنودی کے لئے مسودے میں کانٹ چھانٹ کرتا پھروں۔ اہل محبت اگر میری اس کتاب کو پڑھیں گے تو میں اُن کے بارے میں کم از کم یہ اطمینان ضرور رکھتا ہوں کہ اُنہیں خدا اور رسول اللہ کی محبت کے سوا کوئی دوسری بات اس تالیف میں نہیں ملے گی۔ ——— کسی لکھنے والے کی یہ خوش قسمتی نہیں ہوتی کہ اُسے کوئی کتنا بڑا عالم یا عظیم ادیب تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ اُس کی حقیقی خوش بختی یہ ہوتی ہے کہ اُسکے ترتیب دیئے گئے الفاظ و کلمات سے کوئی شخص خدا اور اُسکے حبیب کی کتنی محبت حاصل کرتا ہے۔ اور اس کا تعلق اسلام سے کس حد تک بڑھتا ہے۔ خدا کرے "پُروقار محبت عزت نواز عشق" سے یہی مقصد حاصل ہو۔ ——— کتاب میں جو خوبیاں ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور جو خامیاں ہیں وہ میری طرف سے ہیں۔ اور میں اُن پر خدا سے معافی کا خواستگار ہوں۔ اور قارئین سے بھی التماس ہے کہ وہ راقم کی مغفرت کیلئے دُعا کریں۔

سید یاسین حسین شاہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبت اور عشق دو ایسے کلمے ہیں جن کا تعلق قال سے زیادہ حال کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ادراک علم اور کتاب، اقوال اور الفاظ کے بجائے ذوق اور وجدان سے ہوتا ہے۔

خواجہ یحییٰ معاذ کا قول ہے کہ:۔

اَلْمحبۃُ لَا یُعَبَّرُ عَنْہا مَقَالَۃٌ

"محبت ایک کیفیت اور حال کا نام ہے جس کی تعبیر الفاظ سے نہیں کی جا سکتی"۔ البتہ محبت اور عشق کے مأخذ ہائے اشتقاق سے ان کے احوال کے بارے میں روشنی حاصل کی جا سکتی ہے۔

جہاں تک لفظ محبت کا تعلق ہے تو یہ قرآنِ حکیم اور احادیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں مختلف مادوں میں استعمال ہوا ہے۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ "حَبَّۃ" سے ماخوذ ہے اور "حَبَّۃ" یا "حَبٌّ" عربی زبان میں بیج کو کہتے ہیں۔ قرآنِ کریم نے ان الفاظ کو اسی مفہوم کے ساتھ چند مقامات پر استعمال کیا ہے۔ ارشاد باری ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی۔ (القرآن ۶: ۹۶)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:۔

Marfat.com

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ بیج یا حَبَّہ کے وہ کون سے خصائص ہیں جن کی بنا پر اس جذباتی یا احساساتی لگاؤ کو جو ایک آدمی کے لئے دوسرے کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے، لفظ محبّت سے تعبیر کر دیتے ہیں۔

بیج جس طرح اپنی نشوو ارتقاء کے لئے زرخیز زمین کا محتاج ہوتا ہے۔ اور اسے ایک عرصہ تک اندرونِ زمین رہنا پڑتا ہے۔ بعینہٖ محبّت کا بھی جہاں باطنِ انسان کے ساتھ تعلق ہوتا ہے وہاں اس کے پروان چڑھنے کے لئے چاہنے والے دل درکار ہوتے ہیں۔ بیج کی طرح "جذبۂ محبّت" بھی پھلتا پھولتا ہے۔ اس کی نشوونما ہوتی ہے۔ احوال مختلفہ اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ بایں ہمہ جس طرح بیجوں کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ محبّت بھی کئی انداز اور متنوع روپ رکھتی ہے۔ ماحول، سوچ اور فکر کے اعتبار سے جذبۂ عشق و محبّت کا استعمال بھی مختلف طریقوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ محبّت کا صحیح اور عزّت ربا بیج وہی ہے جس سے گلزارِ حیات میں بلند اخلاقی، شرافت، نیکی اور احسان کے پھول کھلیں۔

محبّت کے چند اور مفہومات بھی قرآن حکیم سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

ارشاد ربِ ذوالجلال ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ط (القرآن، ۹: ۲۳)

"اہلِ ایمان! اپنے اُن والدین اور بھائیوں کو قریبی نہ سمجھو جو کفر کو ایمان پر ترجیح دیتے ہوں۔"

مذکورہ صدر آیت میں محبّت لفظ "چاہنے" یا "ترجیح دینے" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کبھی کبھار اس کلمہ کا اطلاق "ارادہ" پر بھی ہوتا ہے۔

Marfat.com

پروردگار عالم ارشاد فرماتے ہیں:۔

فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط (القرآن ۹ : ۱۰۸)

"اس میں ایسے مرد ہیں کہ ان کا ارادہ پاکی ہے۔"

البتہ یہ یاد رہے کہ محبت کی ہر قسم میں ارادہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ارادہ محبت ہو بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ حب" محبت" چھوٹوں کی طرف ہو تو "پسند" اور "چاہنے" کا مطلب رکھتی ہے اور اگر نسبت بڑوں کی طرف ہو تو معنیٰ "انعام و اکرام" ہوتا ہے۔

غالب گمان یہ ہے کہ "حباب" کا لفظ بھی اسی سے ماخوذ ہے جس کا مطلب "بلبلہ" ہوتا ہے۔ اس کے پیش نظر محبت کا معنیٰ فنائیت لیا جائے گا۔

عشق کا مفہوم

کہتے ہیں "عشق" "عَشَقَۃ" سے ماخوذ ہے جو ایک بیل کا نام ہے۔ اس بیل کی خصوصیت یہ ہے کہ جس درخت کے ساتھ لپٹ جائے، پہلے وہ زرد ہوتا ہے پھر وہ سوکھ جاتا ہے۔ افراط محبت کو عشق سے اسی لئے تعبیر کیا جاتا ہے۔ محب جمال محبوب کی تجلیات میں اس قدر محو ہوتا ہے کہ اس کی اپنی ذات فنا ہو جاتی ہے۔ اسے بجز معشوق کے اور کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔

غرض کہ لگاؤ، تعلق اور رضا کا پہلا درجہ محبت ہے اور آخری عشق جس میں لگاؤ اور تعلق بے قراری اور بے تابی میں بدل جاتے ہیں۔ اور عاشق وصال محبوب کے لئے تڑپنا اور پھڑکنا شروع کر دیتا ہے۔

عَشِقَ عِشْقاً وغیرہ "چمٹ جانے" اور "کسی چیز میں فٹ ہو جانے" کے معنوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اگر عشق کا مفہوم یہی لیا جائے تو پھر محبوب سے دل کی گہرائیوں سے وابستگی اور اس کی اتباع اور اطاعت کو عشق کہا جائے گا۔

Marfat.com

محبّت کس سے؟

انسانی مزاج اور نفسیات کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس نتیجے پر پہنچنا مشکل نہیں کہ اچھائی اور حسن بصورت وجود ہوں یا بشکل احوال ان کی طرف میلان طبع، رغبتِ نظر اور رجحانِ قلب کا ہو جانا ایک فطری امر ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کائنات کا خالق موجودات کا ناظم رب العالمین انسان کے اس فطری میلان کو کس سے وابستگی کا حکم دیتا ہے۔

ضابطۂ کائنات کی ایک دفعہ ملاحظہ ہو:۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُكُمْ وَ اَبْنَآءُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ﹰاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (القرآن، ۹ : ۲۴)

”اے محبوب فرما دیجیے کہ تمہارے باپ اور لڑکے، تمہارے بھائی اور بیویاں، تمہارے کنبے، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں۔ وہ تجارت جس کے بگڑنے کا تمہیں اندیشہ ہے اور وہ گھر جنھیں تم پسند کرتے ہو۔ اللہ، رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ پیارے ہیں، تو منتظر رہو، یہاں تک اللہ اپنا حکم بھیج دے دیا د رہے، اللہ تعالیٰ عصیاں شعاروں کو مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

مذکورہ صدر آیات میں اگرچہ عزیز واقارب کی محبت اور لگن کو ممنوع نہیں قرار دیا گیا تاہم اس بات کی صراحت ضرور کر دی گئی کہ اللہ کی مقصودی محبت اور عشق فقط اس کی اپنی ذات، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ سے ہے۔

Marfat.com

خدا سے محبّت کیسے؟

صوفیاء نے محبّت خدا کے بہت سے مفہوم بیان کئے ہیں جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ صحیح، موزوں اور دلکش ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات ایسی تو ہے نہیں جسے ادراک میں لایا جا سکے۔ اس کے برعکس محبت اور عشق نام ہی اس کوشش اور تڑپ کا ہے جس سے محبّ ادراکِ محبوب یا وصلِ محبوب کے لئے ماہی بے آب بنا رہتا ہے۔

اس مشکل کو قرآن بڑی خوش اسلوبی سے اور اچھوتے انداز میں حل کرتے ہوئے اتباعِ رسول اور اطاعتِ نبی ہی کو اللہ کی محبّت اور عشق قرار دیتا ہے۔

ارشادِ ربّ العلمین ہے:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (القرآن ۳:۳۱)

"اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبّت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبّت فرمائے گا" اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ محبّتِ خدا کا راز چراغِ مصطفوی سے نور حاصل کرنے اور ذاتِ مصطفیٰ کی غلامی کرنے میں پنہاں ہے۔

عشق۔ علامتِ ایمان

تعلق کا وہ مقام جہاں پر ناز و نیاز ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ طالب رضائے مطلوب کے لئے فنائیت کی منزلیں طے کرتا ہے۔ محبّت عشق کا روپ دھارتی ہے۔

Marfat.com

عقل جذبۂ بے قراری کو تخلیق کو خالق کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ حواسِ انسانی مقاصدِ حیات سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ شہود، موجود سے متعارف ہوتا ہے۔ حادث قدیم کا قاصد بنتا ہے۔ بے قرار، قرار، بے رنگ، رنگ کا موئید ہوتا ہے۔ سرزمینِ دل کو بارانِ وصل کے چھاپے تراوت مہیا کرتے ہیں۔ قرآن اُسے علامتِ ایمان قرار دیتا ہے۔

وَالَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط (القرآن ۲: ۱۶۵)

"اہل ایمان کو خدا سے بے پناہ محبت ہوتی ہے۔"

بے کیف اور لامثیل ذات کی محبت اور عشق جب صورت میں بدلتے ہیں تو "تعلق بالرسول" بن کر اتباع اور اطاعت کے اکرام رُبا تصورات میں ڈھلنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جس میں نورِ خدا کا متلاشی ذاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تعلیماتِ احمد کا گرویدہ بن جاتا ہے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تکوین کائنات ہیں۔ آپ کا وجود آفرینش موجودات کی علت ہے۔ آپ کی محبت اور عشق سنتِ الٰہیہ ہے۔ آپ کی غلامی اور تعلق سرفرازئ کونین کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ آپ کی نسبت سعادتِ دارین کی ضمانت ہے۔ آپ پر عشق کے ساتھ ایمان اسرار کائنات کو سمجھنے کی کلید ہے۔ حُبِّ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایمان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن حکیم میں ارشاد رب ذوالجلال ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ط (القرآن ۶:۲۳)

"مومنوں کے لئے نبی مکرم کی ذات ان کی اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر عزیز ہے۔"

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ

Marfat.com

وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان)
"تم میں سے کوئی ایک بھی اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ مجھے ماں، باپ اور آل اولاد اور سب سے زیادہ پیارا جاننے والا نہ بن جائے۔"

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دیں
ہست حُبِّ رحمت للعٰلمین

مذکورہ حدیث کو طبرانی، معجم کبیر اور اوسط نے "مِنْ نَفْسِہٖ" کے الفاظ بڑھا کر روایت کیا ہے یعنی تکمیل ایمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ حضور انور علیہ السلام سے اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبت کرنی چاہیئے۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی:۔

لَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِیْ
"یا رسول اللہ! آپ مجھے میری جان کے علاوہ کائنات کی تمام چیزوں سے زیادہ پیارے ہیں۔"

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا:۔

لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ
"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بات اس وقت تک نہیں بنے گی جب تک میں تجھے تیرے نفس سے محبوب نہ ہو جاؤں۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محسن انسانیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِھِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ، مَنْ کَانَ

Marfat.com

اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَمَنْ یَّکْرَہُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ۔ (مشکوٰۃ باب الایمان)

"جس میں تین باتیں ہوں وہ ایمان کا ذائقہ چکھ لیتا ہے، اللہ اور اس کے رسول کو سب سے بڑھ کر محبوب رکھنے والا۔ بندوں سے فقط اللہ کے لئے محبت کرنے والا اور وہ شخص جو کفر کو ایمان کے بعد اتنا ہی بُرا سمجھنے والا ہو جتنا کہ آگ میں گرنے کو بُرا تصور کرتا ہے۔"

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ جو آپ نے عتبہ بن ربیعہ سے شدید ضربیں کھانے کے بعد ہوش میں آنے پر کہے تھے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔

اِن اللہ علی ان لا اذوق طعاماً ولا اشرب شراباً او اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"مجھے ذات خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا جب تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف نہیں ہو جاتا۔"

اقبال شاید اسی لئے کہہ گئے

معنی حرفم کنی تحقیق اگر بنگری بادیدۂ صدیق اگر
قوتِ قلب وجگر گردد نبی از خدا محبوب تر گردد نبی

حضرت عثمانؓ بن عفان کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر آپ کو قریش کے پاس بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان کو طوافِ کعبہ کی اجازت دے دی لیکن حضرت عثمان نے یہ کہتے ہوئے طواف سے انکار کر دیا

Marfat.com

مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف نہیں کر پاتے۔"

غزوہ احد کے موقع پر جب ایک انصاری عورت کا خاوند، بھائی اور باپ شہید کر دیے گئے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کرتے ہوئے کہا:

اَرُوْنِيْهِ حَتّٰى اَنْظُرُ اِلَيْهِ

"مجھے سرکار کا پتہ دیں، تاکہ میں ان کی زیارت کر لوں۔"

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئیں، تو فرمایا:

كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ

"یارسول اللہ! آپ سلامت ہوں تو تمام مصیبتیں، ہیچ ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن زید جنھیں "صاحب الاذان" کہا جاتا ہے، اپنے باغ میں کام کر رہے تھے کہ کسی نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دی۔ آپ وہیں دعا کرنے لگے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ بَصَرِيْ حَتّٰى لَا اَرٰى بَعْدَ حَبِيْبِيْ مُحَمَّدٍ اَحَدًا

"یا اللہ! میری بینائی ختم کر دے تاکہ میں اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نہ دیکھ سکوں۔"

"فَكُفَّ بَصَرُهٗ"

چنانچہ آپ کی بینائی اس اشتیاق میں ختم کر دی گئی۔

"تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی" میں علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر کے بارے میں ایک دلچسپ روایت نقل کی ہے۔

"دیدہ اند ابن عمر را کہ دست بر نشست گاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم از منبر نہاد پس دست خود را بر روئے خود نہاد۔"

Marfat.com

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ آپ اپنا ہاتھ منبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جہاں آپ بیٹھا کرتے تھے، رکھا۔ اور پھر فرطِ محبت سے اپنے چہرے پر پھیر لیا۔"

بلاشبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ عقیدہ تھا کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کائنات کو مسخر کیا جا سکتا ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی دنیا و عقبیٰ کی دولتیں سمیٹی جا سکتی ہیں۔

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدر گاہش بیاد ہر چہ میخواہی تمنا کن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق ایسی چیز نہیں جو صرف انسانوں ہی کے لئے کامیابی کا ذریعہ ہو، بلکہ یہ وہ اصل ہے جو کائنات کے لئے مدارِ بقا کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ایسے واقعات بھی نظر سے گزرتے ہیں، جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رکھنے والا تھا۔

اس کی مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:۔

اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ

"احد ایک پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں"

استنِ حنانہ کا واقعہ بھی اس سلسلہ کی ایک بیّن مثال ہے۔ علاوہ ازیں آثار و روایات کی کتابیں ان واقعات سے بھری پڑی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جمادات، نباتات اور حیوانات نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت اور احسان و کمالات کی تصدیق کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب شہر سے باہر نکلتے تو پتھر اور درخت آپ کو مخاطب کر کے آپ پر درود و سلام بھیجتے۔

حقدارِ حُبّ و عشق یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ محبت کے چند اسباب

ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے کوئی شخص محبت کرنے لگتا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا تھی کہ لوگ اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا فرمان صادر فرمایا:۔

علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں کہ کسی سے محبت یا عشق کا ہو جانا تین وجوہ کی بناء پر ہوتا ہے۔ حسن و جمال کی وجہ سے۔ اخلاق و کردار کی بناء پہ اور احسان و سلوک کو مدِ نظر رکھتے ہوئے۔ یہی وہ بنیادی اسباب ہیں جن کی وجہ سے کسی دل میں محبت و شوق اور عقیدت و عشق کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔

نبیٔ اکرم، نورِ مجسم، فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسن و جمال، اخلاق و کردار احسان و سلوک، رحم و کرم، نرمیٔ و رافت، اوصاف و کمال اور محاسن و فضائل میں مخلوق میں سے کوئی بھی شریک و مثیل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودات کی دنیا میں محبت اور عشق کے سب سے بڑے اور پہلے حق دار رسول اللہ ہی ہیں۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مبالغہ نہیں حقیقت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسنِ صوری اور جمالِ معنوی میں یکتا اور لانظیر جاننا مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔ یہ کسی فردِ واحد کا عقیدہ نہیں، بلکہ ایک ایسا ٹھوس نظریہ ہے جسے ہر زمانہ کے باشعور انسانوں نے تسلیم کیا۔ خصوصاً مومنوں کی اس نظریاتی اور اعتقادی کیفیت کو قرآن نے تحسینی انداز میں یوں بیان کیا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ط

"نبی کو مومن اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں"۔

Marfat.com

ایک کوشش

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تخلیق خداوندی کا حسین شاہکار ہیں اس لحاظ سے رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف وکمالات اور محاسن وفضائل کا ادراک کُلّی یا احاطہ حواسِ بشریت سے باہر ہے۔ ہم اس باب میں جو کچھ کہہ سکتے ہیں حدیث و اثر اور خبر و روایت کی مدد ہی سے کہہ سکتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال انور، اخلاق مطہرہ اور احسان کے سلسلہ میں جو ریکارڈ اس وقت تک حدیث و تاریخ اور اس سے بڑھ کر قرآن مجید میں محفوظ ہے اس کی ہلکی سی جھلک یہاں پیش کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔

جمال محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند جھلکیاں

حضرت ابوہریرہ عنہ فرماتے ہیں:۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض کانما صیغ من فضۃ رجل الشعر

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ میں ایسے خوبصورت لگتے تھے جیسے چاندی سے آپ کا بدن مبارک ڈھالا گیا ہو۔ بال گھونگھریالے اور قدرے خمدار تھے"

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کی عکاسی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

یقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا مدح خوان یہی کہے گا کہ آپ جیسا باکمال وباجمال نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں آئے گا۔"

Marfat.com

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کیا　　تیری خَلق کو رب نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا　　تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

حضرت عباسؓ نے ایک دفعہ فرطِ محبت سے ارشاد فرمایا:۔

یا مخجل الشمس و البدر المنیر اذا
تبسم الثغر لمع البرق منہ اضا
کم معجزات رأینا منك قد ظهرت
یا سید ذکرہ یشفی بہ المرضیٰ

اے سورج اور بدرِ منیر کو اپنے جمال سے شرمندہ کرنے والے، تو جب مسکراتا ہے تو بجلی سی لہرا جاتی ہے۔ ہم نے تیرے کتنے ہی معجزات دیکھے ہیں۔ اے سردار! تیرے ذکر ہی سے بیماروں کو شفا ملتی ہے۔

حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ اضحیان و علیہ حلۃ حمراء فجعلت انی انظر الیہ و الی القمر فلھو عندی احسن من القمر۔ (شمائل ترمذی)

میں نے چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ نے سرخ رنگ کا جوڑا زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا، کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا۔ آخر کار یہی فیصلہ کیا کہ آپ چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم افلج الثنیتین اذا تکلم رئی کالنور یخرج من الثنایا

Marfat.com

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو دانتوں کے درمیان سے ایک نور سا نکلتا ہوا معلوم ہوتا۔

ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حسن یوسفی پر انگلیاں کٹنے والی زنانِ مصر کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

لو رأین حسن محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لقتلن انفسهن

اگر مصر کی عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا دیدار نصیب ہو جاتا تو وہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالتیں۔

علامہ قرطبیؒ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال پوری طرح ظاہر نہیں کیا گیا۔ ورنہ آپ کو دیکھنے کا یارا کسے ہوتا۔

حضرت براءؓ بن عازب فرماتے ہیں:۔

ما رأیت شیئاً قط احسن منه

میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو حسین و جمیل نہیں دیکھا۔

محرشؓ الکعبی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ وسلم نے جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کا احرام باندھا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کی جانب دیکھا تو وہ چاندی کی ڈلی کی طرح چمک رہی تھی۔

شمائل ترمذی میں ہے کہ ایک شخص نے براء بن عازب سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کیا تلوار کی طرح تھا۔ آپ فرمانے لگے:۔

لا! بل مثل القمر

نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن و جمال کا نقشہ یوں کھینچا۔

Marfat.com

امین مصطفیٰ للخیر یدعو

کضوء البدر زایلۃ الغمام

آپ امین، مصطفےٰ اور خیر کی طرف بلانے والے ہیں۔ آپ چاند کی ایسی روشنی ہیں جس سے تاریکی چھٹ جاتی ہے۔

ابو کبیر ہذلی نے کہا:۔

واذا نظرت الی اسرۃ وجھہ

برقت کبرق العارض المتھلل

جب میری نگاہ ان کے رُوئے تاباں پر پڑی تو اس کی دمک ایسی تھی، جیسے لکۂ ابر میں بجلی کوند رہی ہو۔

اللہ رے، تیرے جسم منوّر کی تابشیں

اے جانِ جاں! میں جانِ تجلّی کہوں تجھے

حضرت ام معبد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کا کیا کہنا۔ آپ دور ہوں یا نزدیک، ہر حالت میں حسین و جمیل نظر آتے ہیں۔

ایک مفکّر کا قول ہے:۔

"قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کے محاسن اور صورت کو کمال بخشا، پھر آپ کو اپنا محبوب بنانے کے لئے چنا۔ آپ اس بات سے بری ہیں کہ کوئی محاسن میں آپ کا شریک ہو۔ اور آپ کا جوہر حُسن ناقابل تقسیم ہے۔

(شمائل رسول، شیخ بنہانی)

جمالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حُسن نبی کا بیان کیونکر ممکن ہو۔ جب ربّ قدّوس خود ہی جمال مصطفوی کی تابانیوں اور رعنائیوں کو قرآنِ حکیم میں "سراجِ منیر" سے تعبیر کر رہا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیًا

Marfat.com

اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (الاحزاب: ۴۵ : ۴۶)

" اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف اس کے اذن سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی نفاست اور لطافت کا یہ حال تھا کہ آپ جب سورج کی روشنی یا چاند کی چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نہ ہوتا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِىْ
وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)، آپ سا حسین و جمیل میری آنکھ نے اور کوئی نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی حسن و جمال کا ایسا پیکر کسی ماں نے جنا۔ آپ اس طرح عیبوں سے پاک پیدا کئے گئے، جیسے آپ ہی کی چاہت کے مطابق آپ کو بنایا گیا ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَاَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ۔ (مسلم شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک روشن اور دل پسند تھا۔ پسینہ ایسے دکھائی دیتا، جیسے موتی ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں ریشم و حریر سے بھی زیادہ نرم تھیں۔ ان

Marfat.com

سے خوشبو ایسے آتی جیسے عطر فروش کی ہتھیلی سے آتی ہے۔ اگر آپ سے کوئی ہاتھ ملاتا تو اس میں بھی برودت اور خوشبو آجاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے نکلنے والا پسینہ نفیس اور بے نظیر خوشبو رکھتا تھا۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم سلیم سے پوچھا۔ اُم سلیم کیا کرتی ہو؟ کہنے لگیں یارسول اللہ! میں آپ کا پسینہ جمع کر رہی ہوں اسے میں بطور خوشبو استعمال کروں گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

مَارَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ اِذَا ضَحِکَ یَتَلَأْ لَؤُ فِی الْجُدُرِ۔

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو حسین نہیں دیکھا۔ ایسے محسوس ہوتا جیسے سورج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں آگیا ہو۔ جب آپ مسکراتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔

دیر و حرم میں روشنی شمس و قمر سے ہو تو کیا
مجھ کو تو تم پسند ہو، اپنی نظر کو کیا کروں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ :-

آپ جب ہنستے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔ اس سے ملتی جلتی ایک روایت ملاحظہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سحری کے وقت کچھ سیتے ہوئے سوئی گر گئی۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے چہرۂ انور کی روشنی اور مسکراہٹ کی نور پاشی سے میں نے کھوئی ہوئی سوئی تلاش کر لی۔

یہ جو مہر و ماہ پہ اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے در کی ہے اور استعارا نور کا

Marfat.com

نسیم الریاض میں ہے کہ اہلِ عرب ایک دفعہ قحط سالی کے موقع پر حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ رب کعبہ سے بارش کی دعا کیجئے۔ حضرت ابو طالب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کندھوں پر اٹھا کر حرم شریف میں آئے اور آپ کی پشت مبارک کعبہ معظمہ کے ساتھ لگا کر آپ کے وسیلہ سے بارش مانگنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی مبارک سے اشارہ کیا۔ بس کیا دیر تھی اتنی بارش برسی کہ جل تھل ہو گیا۔

حضرت ابو طالب مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے حسن و جمال کے واصف یوں ہوئے :۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للارامل

وہ سفید اور روشن چہرہ جس کے وسیلہ سے بارش مانگی جاتی ہے، یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کا محافظ ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

لو لم تکن فیه اٰیات بینة
لکان منظرہ ینبیك بالخبر

اگر آپ میں واضح معجزات نہ بھی ہوتے تو پھر بھی آپ کے حسن و جمال کا منظر آپ کے نبی ہونے کی دلیل تھا۔

"یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ" "یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ" "وَالضُّحٰی" "اور "نون" سارے ہی قرآنی کلمات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن بے عدیل کی ازلی نعتیں ہیں۔ کیا خوب فرمایا امام زین العابدین ؓ نے :۔

من وجهه شمس الضحی من خده بدر الدجی
من ذاته نور الهدی من کفه بحر الهمم

58645

Marfat.com

وہ جن کا چہرہ آفتاب نیمروز ہے اور رخسار ماہ کامل۔ وہ جن کی ذات ہدایت کا نور ہے، اور ہتھیلی سخاوت میں دریا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بیان میں محدث دہلوی کا کلام پیش کرنے کے بعد ہم آگے بڑھتے ہیں۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجھك المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے سردار کائنات! اے صاحب حسن و جمال، چاند نے نور آپ کے چہرہ انور سے ہی حاصل کیا ہے۔ آپ کی تعریف کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں۔ بس یہی کہنا پڑتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ذات کے بعد بزرگی اور کمال آپ ہی کے لائق ہے۔

صاحب خلق عظیم اور محبت کا معیار ثانی

محبت اور عشق کے لئے علامہ عینی کے بقول جو معیار ثانی مقرر کیا گیا تھا وہ کسی کا اخلاقی حسن ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح حسن و جمال میں منفرد اور ممتاز مقام کے مالک تھے، اسی طرح پختگی کردار اور حسن اخلاق کے میدان میں بھی آپ کا مثل کوئی نہیں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کردار کی عظمتوں اور رفعتوں کا کیا کہنا۔ قرآن حکیم میں خالق کائنات خود ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم ۴)

بلاشبہ آپ اخلاق میں اعلیٰ مرتبہ پر ہیں۔

اس آیت کریمہ میں مقام رسالت اور عظمت نبوت کے بارے میں قیامت تک

Marfat.com

کے ہونے والے انسانوں کو بتا دیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح تخلیق خداوندی کا شہکار ہیں۔ اسی طرح تربیت ربِ ذوالجلال کا بھی مظہر لا مثیل ہیں۔

آپ کے خلقِ عظیم ہی کی بدولت قرآن مجید کائنات کی رہنمائی اور رہبری کے لئے آپ کی زندگی کو آئیڈیل لائف (IDEAL LIFE) قرار دیتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ط (الاحزاب، ۲۱)

"بے شک تمہارے لئے بہترین نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات میں ہے (خصوصاً) اس کے لئے جو اللہ کی ملاقات اور آخرت پر یقین رکھتا ہے اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔"

انسان کی معاشرتی زندگی میں اخلاق کی اہمیت ہی کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ اخلاق کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

واھدنی لاحسن الاخلاق لا یھدی لاحسنھا الا انت واصرف عنی سیاتھا لا یصرف عنی سیاتھا الا انت۔ (مسلم شریف)

اے اللہ! تو اچھے سے اچھے اخلاق کے ساتھ میری رہنمائی فرما۔ تیرے سوا اخلاق کو کوئی بھی بہتر نہیں بنا سکتا۔ اے اللہ! بُرے اخلاق کو مجھ سے دور فرما۔ اور تیرے سوا کوئی بھی ایسا نہیں جو برائیوں کو دور کر سکتا ہو۔

یہ خدا کے فضل وکرم، عطا وعنایت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب وچاہت اور ارادہ وخواہش ہی کا نتیجہ تھا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کریمانہ اخلاق کے حسن وجمال کی بندہ نوازیوں اور کرم فرمائیوں نے انسانیت کو امن اور چین کے ساتھ زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھایا۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

Marfat.com

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

میری بعثت حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لئے ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وصف کی طرف قرآنِ حکیم نے "یزکیھم" کے الفاظ میں اشارہ کرتے ہوئے آپ کو پاک اور صاف کرنے والا قرار دیا۔ ظاہر ہے اس سے مراد انسانی زندگیوں کو اخلاقی محاسن سے آراستہ کرنا ہی مراد لیا جاسکتا ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق کیسا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، آپ کا اخلاق قرآن ہی تو تھا۔

ایک حدیث میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی، اخلاق اور اسوہ کا مرقع پیش فرمایا۔

"معرفت میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ عقل میرے دین کی اصل ہے۔ محبت میری بنیاد اور شوق میری سواری ہے۔ اللہ کی یاد میرا انیس اور اعتماد میری دولت ہے۔ غم میرا دوست اور علم میرا ہتھیار ہے۔ صبر میرا لباس اور رضا میرا مالِ غنیمت ہے۔ عاجزی میرا فخر اور عبادت میرا پیشہ ہے۔ یقین میری قوت اور صداقت میری سفارش ہے۔ اطاعت میری کفایت اور جہاد میرا خلق ہے اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔" (کتاب الشفا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی عمدہ بات نہیں جس کی نصیحت ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو اور کوئی ایسی بُری بات نہیں جسے چھوڑنے کی تلقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین

Marfat.com

فما قال لی اف قط و ما قال لی لشئ صنعته لم صنعته ولا لشئ ترکته لم ترکته۔ (شمائل ترمذی)

میں نے دس سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ آپ نے مجھے کبھی اف تک نہیں فرمایا۔ کبھی ایسے نہیں ہوا کہ میں نے کوئی کام کیا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ یا کوئی کام چھوڑا ہو، اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہو کہ یہ کام تو نے کیوں چھوڑا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:۔

ما ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہٖ شیأ قط الا ان یجاھد فی سبیل اللہ ولا ضرب خادماً ولا امرأۃ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے کبھی اللہ کے راستہ میں جہاد کے علاوہ کسی کو نہیں، مارا۔ نہ کبھی کسی خادم کو اور نہ کسی عورت کو۔

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے شریر ترین آدمی کی طرف بھی کریمانہ التفات فرماتے اور خصوصی توجہ سے گفتگو فرماتے۔ تاکہ تالیف قلب ہو سکے۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ یہ آپ کی خصوصی توجہ ہی کا نتیجہ تھا کہ میں اپنے آپ کو سب سے افضل سمجھنے لگا۔ یہاں تک کہ ایک دن سوال کر بیٹھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں افضل ہوں یا ابوبکر۔ آپ نے ارشاد فرمایا "ابوبکر" پھر میں نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں افضل ہوں یا عمرؓ۔ آپ نے ارشاد فرمایا "عمر" پھر میں نے پوچھا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں افضل ہوں یا عثمانؓ تو آپ ارشاد فرمانے لگے "عثمان"۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں، مجھے خیال گزرا کہ اگر سوال نہ ہی کرتا تو بہتر ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیقانہ برتاؤ اور

Marfat.com

کریمانہ اخلاق کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حسین اخلاق کے مالک تھے۔ ایک بار آپ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجنا چاہا تو میں نے قسم اٹھالی کہ میں نہیں جاؤں گا حالانکہ میرے دل میں جانے کا عزم تھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانوں گا۔ لیکن جب باہر نکلا تو بازار میں کھیلتے ہوئے بچوں پر گزر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میری پیٹھ کی طرف سے ہو کر میری گدّی سے پکڑ لیا۔ جب میں نے مڑ کر آپ کے چہرۂ انور پر نظر ڈالی تو آپ ہنس رہے تھے، اور فرما رہے تھے کہ "گئے نہیں! جہاں میں نے تمہیں بھیجا" میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی جاتا ہوں۔ (رواہ مسلم)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا ولا سخابا فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی فحش گوئی نہ فرماتے۔ نہ طبعاً اور نہ تکلفاً۔ بازاروں میں چلا کر باتیں کرنا بھی آپ کی عادت نہ تھی۔ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے بلکہ درگزر فرماتے اور معاف کر دیتے۔

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ عورت جس کے عقل میں فتور تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کہنے لگی، یا رسول اللہ! آپ سے عرض گزار ہونا ہے تو خلق نواز آقا ارشاد فرمانے لگے:۔

احلی فی ای طریق المدینۃ شئت اجلس الیک (شمائل ترمذی)

شہر کی جس جگہ چاہے، میں تیری بات سننے کے لئے تیار ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں حضرت انس کی ایک اور

Marfat.com

حدیث ہے، جس میں وہ ارشاد فرماتے ہیں۔ نورِ مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت کرتے، جنازوں میں شرکت فرماتے، اور غلاموں کی دعوت بھی قبول فرما لیتے تھے۔

حضرت سیدہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتیاں کرتے لیکن آپ کبھی اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہ لیتے۔

آپ کے تحمل اور بردباری کا عالم یہ تھا کہ طبرانی کی ایک مشہور روایت کے مطابق ایک بار ایک یہودی نے جو بعد میں مسلمان ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت بداخلاقی سے اپنا حق چاہا، جس پر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان پر سختی فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، اے عمر! میں اور یہ، تجھ سے کسی اور بات کے مستحق تھے۔ یعنی مجھے تو حسنِ ادائیگی اور اس کو نرمی کے ساتھ وصول کرنے کی تلقین کرتا۔

فتح خیبر کے وقت آپ چاندی وغیرہ حضرت بلال کی چادر میں جمع کر رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! انصاف کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بولے، اگر میں نے بھی انصاف نہ کیا تو پھر اور کون کرے گا۔ حضرت عمر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے، میں اس منافق کی گردن مار دوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمانے لگے، میں اس سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ لوگ یہ کہنا شروع کر دیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوستوں کو بھی قتل کر دیتے تھے۔

شیخین نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت میں زہر دے دیا۔ جب اس عورت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کیا گیا اور لوگوں نے پوچھا۔ "کیا آپ اسے قتل کرنے کا حکم صادر نہیں فرمائیں گے"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، "نہیں"

طبرانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق اور صفتِ حلم کے بارے

Marfat.com

میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ایک اور دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچی سی جگہ بیٹھ کر چوری وغیرہ کی اقسام سے کچھ تناول فرما رہے تھے کہ ایک ایسی عورت کا گزر ہوا جو مردوں سے فاحش گوئی اور شہوانی باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ وہ طنزیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہنے لگی: "دیکھو! یہ شخص غلاموں کی طرح بیٹھتا ہے اور غلاموں ہی کی طرح کھاتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: "ای عبدا عبد منی" غلامی میں مجھ سے بڑھ کر غلام کون ہوگا۔ (یاد رہے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عَبد سے مراد عبادت کرنے والا لیا۔)

وہ عورت دوبارہ کہنے لگی "خود کھاتے جاتے ہیں اور مجھے کچھ نہیں کھلاتے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فکلی" کھالے۔ عورت کہنے لگی۔ اپنے ہاتھ سے کھلایئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ بڑھانا چاہا۔ تو کہنے لگی۔ میں وہ کھانا چاہتی ہوں جو آپ کے منہ کے اندر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی عطا فرما دیا جو آپ کے منہ کے اندر تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ اس عورت نے جونہی اسے کھایا، حیا کا غلبہ اس پر اس قدر ہوا کہ رفث کا نام ونشان نہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں خدا سے جا ملی۔

صبر، صداقت، امانت، عمزدوں کی دلجوئی، عزیز واقارب کی عزت، رحمت، عبادت، تواضع، کرم، رعب، شجاعت اور وقار کوئی ایسی صفت نہیں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہ فرمائی ہو۔

منصب کی عظمت کی وجہ سے چونکہ امام اور مقتدی، امیر اور مامور کے درمیان فاصلے پڑ سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نازک حقیقت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وقت صحابہ کے

Marfat.com

درمیان بیٹھتے توگھل مِل جاتے مجلس میں ہر طرح کی گفتگو ہوتی لیکن کوئی بات حق کیخلاف نہ ہونے پاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی دلجوئی اور دل لگی کے لئے مزاح بھی فرما لیتے مثلاً حضرت انس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو کانوں والا کہہ کر پکارتے یا یوں کہ ایک بار کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سواری کے لئے اونٹ مانگا۔ آپ فرمانے لگے ہم آپ کو اونٹنی کا بچہ دیں گے۔ سائل کہنے لگا یا رسول اللہ! میں بچے کا کیا کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔

اس واقعہ سے بھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور علیہ وسلم اپنے رفقاء کے ساتھ کس طرح زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جنگل کے رہنے والے ایک شخص جن کا نام زاہر بن حرام تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب حاضر ہوتے تو جنگل کے تحفے بصورت سبزی وغیرہ رسول اللہ کی خدمت میں پیش کرتے۔ اور جب مدینہ سے ان کی واپسی ہوا کرتی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہری خورد و نوش کا سامان تحفۃً آپ کو دیتے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کا شہر ہیں۔

زاہر اگرچہ تھوڑے شکل میں اچھے نہیں تھے، لیکن پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق ان کے ساتھ خصوصی تھا۔ ایک مرتبہ کسی جگہ کھڑے وہ اپنا سامان فروخت کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پچھلی جانب سے ان کی کولی بھر لی۔ چونکہ زاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں سکے تھے۔ کہنے لگے۔ ارے کون ہے مجھے چھوڑ دے۔ لیکن کن انکھیوں سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا، تو اپنی کمر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اطہر سے ملنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرمانے لگے۔ "ہے کوئی اس غلام کو خریدنے والا۔"

زاہر نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ اس غلام کو فروخت کریں گے تو کھوٹا اور کم

Marfat.com

قیمت پائیں گے۔ رسول اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے زاہر! تو اللہ کے نزدیک کم قیمت اور کھوٹا نہیں ہے۔ بلکہ بیش قیمت ہے۔"

رسول اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق کے بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی رہا آپ کی نرمی اور رأفت کا یہ حال تھا کہ ہم طرح طرح کی باتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر لیا کرتے تھے۔

آپ جب ساتھیوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے تو گھل مل کر گفتگو فرماتے۔ بعض اوقات خوشی سے مسکرا بھی دیتے۔ مجلس کا ہر شریک یہی سمجھتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اسی کے ساتھ سب سے زیادہ ہے۔ آپ کے وہ ساتھی جو مجبوریوں کی بنا پر آپ کے پاس حاضر نہ ہو سکتے، ان کے لئے آپ دعا فرماتے۔ اگر کوئی متواتر تین دن تک نہ آتا تو پوچھتے فلاں شخص کیوں نہیں آیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے دلوں کا بڑا خیال رہتا کہ کہیں وہ ٹوٹ نہ جائیں۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی نے کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھنا چاہا۔ صحابہ کرام رض نے کسی مصلحت کی بنا پر اسے سوال کرنے سے روک دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ فرمانے لگے اس شخص کو بلاؤ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا، میں سائل کو اُس وقت تک جانے نہیں دوں گا جب تک کہ اس کے چہرے پر تبسم نہیں دیکھ لیتا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا ہو اور آپ نے رد فرما دیا ہو۔

انسانی اخلاق میں بعض چیزیں محبت پیدا کرتی ہیں اور بعض نفرت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ محبتوں اور چاہتوں کے پیغمبر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی اور اخلاق کا ایک ایک پہلو محبت آفرین اور تعلق افزا نظر آتا ہے۔

Marfat.com

انسان کی اجتماعی زندگی ہو یا انفرادی زندگی۔ اس کے حسن کے قیام و بقا کے لئے ہر وہ چیز یا عادت جس کی بطور نمونہ انسان کو ضرورت پڑ سکتی ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق مطہرہ میں پائی جاتی ہے۔ باقی رہیں وہ باتیں جو انسانی زندگی کے لئے مضرت رساں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان سے بچتے رہے اور اپنے غلاموں کو بھی ان کے ارتکاب سے منع فرماتے رہے۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ، سب وشتم، طعنہ وطنز، غصہ، تکبر، غرور، حسد، کینہ، بغض، عداوت نفسی۔ یہ ساری ہی چیزیں مؤخر الذکر فہرست کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی اور تعلیماتی عظمت ہی تھی کہ آج ایک جہاں آپ سے متاثر دکھائی دیتا ہے۔ اور اس میں اپنوں ہی کی تخصیص نہیں، بلکہ غیر مسلموں نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔

ڈاکٹر جانسن نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی محاسن کے بارے میں کہا تھا، کہ عیسائیت جب رات کی ملکہ تھی پیغمبر اسلام اپنی اعلیٰ شخصیت کے سایے میں دنیا بھر میں اپنے نظام کی روشنی پھیلا رہے تھے۔

ایک بار جب مسیحی اخبار "الوطن" نے یہ سوال اٹھایا کہ دنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہے۔ اس کے جواب میں ایک عیسائی عالم کو یہ لکھنا پڑا تھا کہ دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانے میں ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی۔

انسائیکلو پیڈیا آف امریکانے بھی کچھ اس طرح اس بات کا اعتراف کیا۔

"His behaviour has been imitated by millions upon millions of men and women in different places and times who looked upon him as the perfect man."

Marfat.com

مختلف زمانوں اور دنیا کے مختلف علاقوں میں کروڑہا مردوں اور عورتوں نے انہیں انسانِ کامل مانا ہے۔ اور ان کے اخلاق و کردار کی تقلید کی ہے۔

باسورتھ اسمتھ نے اپنی کتاب سیرتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کو سراپائے نور و ضیا قرار دیا۔

اندرا گاندھی نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک موقع پر اپنے پیغام میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شخصیت اپنے اعلیٰ کردار اور شفاف اخلاق کی بنا پر انسانیت کی قیادت کے لائق ہے۔

کیا خوب فرمایا ایک بزرگ نے۔

لِكُلِّ نَبِیٍّ فِی الْاَنَامِ فَضِیْلَةٌ
وَجُمْلَتُهَا مَجْمُوْعَةٌ لِمُحَمَّدٍ

محسنِ انسانیت اور محبت کا معیارِ ثالث

محبت کا تیسرا معیار جس کی وجہ سے کسی شخصیت میں دلکشی پیدا ہو جاتی ہے وہ بقول محققین احسان اور سلوک ہے۔ احسان کا تعلق چونکہ ہر نیکی اور بھلائی کے ساتھ ہے اس اعتبار سے اگر دقتِ نظر سے دیکھا جائے تو یہ اخلاق حسنہ ہی کی ایک قسم بنتی ہے۔ لیکن عموم اور خصوص کے لحاظ سے انہیں الگ الگ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

اخلاق کا دائرہ قدرے محدود ہے اور احسان کی حدود وسیع ہیں۔ حسنِ اخلاق سے ایک ذات اور اس کا ماحول روشن ہوتا ہے۔ جبکہ احسان کا تعلق اس بدرِ منیر سے ہے، جس کی روشنی اور ضیاء کو دوام اور جاودانی حاصل ہوتی ہے۔ احسان چونکہ نتیجہ ہوتا ہے اچھے اخلاق کا۔ اس لحاظ سے احسان اور اخلاق کے تعلق کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اخلاق اگر شمع ہے تو احسان اس کی روشن کرنیں ہیں۔

Marfat.com

احسان اور اخلاق کو اگر بنظرِ غائر دیکھا تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اخلاق آدمیت اور انسانیت کے اوصاف اور تقاضے ہیں۔ جب کہ احسان دینی اور اسلامی زندگی کا مظہر ہو جانے کا نام ہے۔ ایک مسلمان میں اخلاق و احسان ہر دو کا وجود ہوتا ہے جبکہ غیر مسلم میں اخلاق کا حسن تو پایا جاسکتا ہے، لیکن ضروری نہیں کہ اس کے اخلاق کو احسان کا درجہ بھی حاصل ہو۔

نبوّت اور رسالت ان مناصب جلیلہ کا نام ہے، جن میں حسن و جمال کی زینت، اعلیٰ اخلاق اور شفّاف کردار کی آرائش کے ساتھ ساتھ احسان کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے۔ یا یوں کہیئے کہ انبیاء و مرسلین کو انسانی احوال کی اصلاح کے پیشِ نظر سراپائے احسان بنا دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر نبی اور رسول کو مجسمۂ اخلاق و احسان پائیں گے۔ خصوصاً وہ ذات جنہیں رحمۃ للعلمین" کے لقب سے نوازا گیا، اور آپ کے نام کی نازش "سِرَاجًا مُّنِيرًا" سے کی اور آپ کے وجودِ سعید کو انسانوں کے لئے اپنی عظیم نعمت قرار دیا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (آل عمران، ۱۶۴)

بے شک مسلمانوں پر اللہ کا بڑا احسان ہوا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اس سے پہلے تو وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

انبیاء علیہم السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحاریک کو اگر دنیا کی تاریخ سے خارج کر دیا جائے تو اس جہانِ رنگ و بو میں "لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ" (کھلی گمراہی) ہی کا نقشہ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ جہالت کے گھپ اندھیروں اور بدی کے تیرہ و تار ماحول سے انسانیت انبیاء ہی کے دم قدم سے نجات حاصل کر سکتی ہے اور علی الخصوص

Marfat.com

علم وحکمت کے خزینے، کتاب وعرفان کی دولت اور تعلیم وتزکیہ کے جواہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دامانِ رحمت سے میسر آسکتے ہیں جو کچھ بذاتِ خود انسانوں کے پاس ہے ا اس کی حیثیت "مَتَاعُ الدُّنیَا قَلِیلٌ" سے زیادہ نہیں۔ اور اس کے برعکس فخر الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامنِ فضل وکرم میں "اِنَّآ اَعطَینٰکَ الکَوثَرَ ۝" کی دولتِ لازوال موجود ہے۔ ایسے میں آپ ہی کی ذات اس بات کا استحقاق رکھتی ہے کہ محبت وتعلق اور عقیدت ومودت کا رشتہ آپ سے استوار کیا جائے۔

وہ شفقتیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں اس سعید بخت امت کے لئے موجود تھیں قرآنِ حکیم نے کس عظمت کے ساتھ ان کا اعتراف کیا ہے۔

لَقَد جَآءَکُم رَسُولٌ مِّن اَنفُسِکُم عَزِیزٌ عَلَیہِ مَا عَنِتُّم حَرِیصٌ عَلَیکُم بِالمُؤمِنِینَ رَءُوفٌ رَّحِیمٌ ۝ (التوبہ: ۱۲۸)

"بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک (عظیم) رسول تشریف لائے، جن پر تمہارا تکلیف میں پڑ جانا گراں گزرتا ہے۔ تمہاری بھلائی چاہنے والے، اور مومنوں پر مہربان اور نرم دل ہیں۔"

گمراہی اور بدکاری کی آدمیت سوز آگ سے نجات اور نیکی اور شرافت کا چین آفریں اور راحت بخش ماحول نصیب ہونا بھی آپ ہی کا رہینِ منت ہے۔

وَاِنَّکَ لَتَهدِی اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ

یقیناً آپ سیدھے راہ کی طرف ہدایت فرمانے والے ہیں

دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

وہ اشک بھری آنکھیں جو طلب وجستجو سے ہمیشہ آسمان کی طرف اٹھتی ہیں، وہ دامن، جو خدائی خزانوں اور رحمتوں کو سمیٹنے کے لئے دراز رہتے ہیں۔ اور وہ دل جو نورِ خدا

Marfat.com

سے اپنے اضطراب و پریشانی کو راحت و اطمینان سے بدلنے کے لئے اللہ اللہ کے وجد آور کلمات سے مداوا کے متلاشی ہوتے ہیں۔ ان کے کشکولانِ طلب اور کجکولانِ تمنا کو صرف اور صرف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بھرتے ہیں۔

آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ (بخاری)

اللہ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں

ایک دفعہ ایک بدو نے آپ سے سوال کیا کہ ان پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں ہیں مجھے عنایت فرما دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم صادر فرمایا کہ بکریوں کے ریوڑ اس کے حوالے کر دیئے جائیں۔ بدو نے جب آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ سلوک اور احسان دیکھا تو اپنے قبیلے میں جا کر اعلان کر دیا کہ اسلام قبول کر لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ انہیں اپنے افلاس کا ڈر ہی نہیں رہتا۔ (مسلم شریف)

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے بغض تھا لیکن جب میں ان کی عطاؤں اور احسانات کو دیکھا تو ان سے بڑھ کر میری نظروں میں کوئی پیارا نہ رہا۔

حضرت علی المرتضیٰ نے ایک روایت میں ارشاد فرمایا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم "اَجْوَدُ النَّاس" تھے۔ یعنی سب سے بڑھ کر عطا کرنے والے تھے۔

حضور نبی کریم علیہ والسلام کی انہی عطاؤں اور عنایات کو رب کریم نے قرآن حکیم میں فضل و کرم اور نعمت و انعام قرار دیا۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ ج (التوبہ: ۷۴)

"کیا انہیں یہی برا لگا ہے کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔"

Marfat.com

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِ ۔ (احزاب: ۳۷)

اللہ نے اس پر انعام کیا اور تونے اے نبی اسے نعمت دی

اے ظہورِ تو......

ایسا وقت جب کہ اقوامِ عالم کی رگوں میں سے تعمیری خون خشک ہوگیا تھا انسانیت کی نبضِ شرافت ٹھنڈی پڑ رہی تھی۔ بھلائی کے چہرے پر حسرت و مایوسی کی زردی چھاچکی تھی نیکی کی گردن کا منکا ٹوٹ چکا تھا۔ زمین اپنے بسنے والوں کے ہاتھوں "ظہر الفساد فی البر والبحر" (خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہوگیا) کا نمونہ بنی ہوئی تھی۔ انسان جہنم کے بھڑکتے شعلوں کے کنارے کھڑے تھے کہ رب ذوالجلال کے اذن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو نوید فلاح سنائی اور ان کی نجات کا وسیلہ بنے۔

وَ کُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا (آل عمران: ۱۰۳)

"تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا"

بہاروں کا نقیب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے زندگی گزارنے کا کوئی ڈھنگ اور دستور نہیں تھا۔ الہامی قوانین کی شکلیں تحریف کا شکار ہو چکی تھیں۔ حنفیت اپنی بہار کھو چکی تھی نفسانیت توہم پرستی، خواہشات گیری اور آبائی رسوم کی تقلید نے اس جہان کو "اندھیر نگر" بنا چھوڑا تھا تا نکہ قانونی انارکی کی اس تیرہ شبی میں رسالت کی صداقت نے اذان انقلاب پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظامِ حیات کی ڈھیلی چولیں مضبوط کرنی شروع

Marfat.com

کیں۔ اور بے ہنگم زندگی کو مربوط، منظم اور موزوں کرنے کے لئے ایک کامل قانون کا اعلان فرمایا۔ اور ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرما دی کہ یہی وہ ضابطہ اور قانون ہے جس پر سارے تکمیلی مراحل گزر چکے ہیں اور فلاحِ انسانیت کے لئے اس سے بڑھ کر حسین کوئی اور پلیٹ فارم (PLAT FORM) نہیں ہوسکتا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (مائدہ : ۳)

"آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو قانون کی حیثیت سے تمہارے لئے پسند کیا۔"

یہی وہ قانون ہے جس کی وساطت اور وسیلہ سے انسانوں کے گلے میں پڑے ہوئے رسم و رواج کے قلادے ٹوٹ سکتے ہیں۔ جہالت کے بوجھ سے پسی ہوئی انسانیت کی کمر سیدھی ہوسکتی ہے اور ظلم و سرکشی کی زنجیروں میں مقید اقدارِ اعلیٰ عروس حریت سے بغل گیر ہوسکتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انقلابی پروگرام کی طرف قرآن حکیم نے اس طرح اشارہ کیا۔

وَ یَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ ؕ

(اعراف : ۱۵۷)

"آپ انسانوں کے بوجھ ہٹاتے اور گلے کے پھندے اتارتے ہیں۔"

دعویٰ بھی، دلیل بھی

آپ کی شفقت، رحمت اور کرم گستریوں سے بچوں سے لے کر بوڑھوں تک اور جوانوں سے لے کر بزرگوں تک سبھی مستفید و مستنیر ہوئے۔ غلام نظام آپ ہی کی

Marfat.com

نظرِ عنایت سے موت کی سسکیاں لینے لگا۔ یتیم بچّوں کے معصوم چہرے آپ ہی کے فیضِ نظر سے پُر رونق نظر آنے لگے۔ اتلافِ حقوق کے طوفان آپ ہی کی آمد سے رُکے۔ ادائیگی فرائض کا شعور آپ ہی کی تحریک نے بخشا۔ قرآن نے جو کچھ کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی کو عمل کے سانچوں میں ڈھالا۔ قرآن اگر دعویٰ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی روشن دلیل تھے۔

حُسنِ نظام کی ایک مثال

جہالت کے زمانہ میں عورتیں جس طرح ظلم و ستم، جبر و استبداد اور استیصال و بربریت کے ہاتھوں بُری طرح پٹ رہی تھیں، تاریخ کے طالبِ علم کے لئے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ عورت کو بدبختیوں کی علامت اور محرومیوں کا سرچشمہ تصوّر کیا جاتا تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہی تھے کہ آپ نے عملی طور پر اپنی قائم کردہ ریاست میں عورت کو حقوق کے لحاظ سے مرد کے دوش بدوش لا کھڑا کیا۔

عورت کے حقوق کے سلسلے میں ایک قرآنی دفعہ ملاحظہ ہو:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ط

"عورتوں کے لئے بھی حقوق ویسے ہی ہیں جیسے اُن پر ہیں دستور کے مطابق۔"

اسی سلسلہ میں مردوں کو یہ واضح ہدایت فرمائی گئی۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (نسا : ۳۱)

عورتوں کے ساتھ معقول طریقے سے زندگی بسر کرو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس بارِ احسان کے سامنے صنفِ نازک کی گردنیں تا ابد جھکی رہیں گی اور جب بھی یہ قوم سلبِ حقوق کے طوفانوں میں پھنسے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا نظام ہی اس کا نجات دہندہ ثابت ہو گا۔

Marfat.com

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام رویّہ

نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عام لوگوں کے ساتھ سلوک کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ـ

(آل عمران : ۱۵۹)

"اللہ کی رحمت ہی سے آپ اُن کے لئے نرم ہوئے۔ اگر آپ سخت خو یا سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے حلقہ سے بکھر جاتے۔ پس آپ اُن سے درگزر فرمائیں اور ان کی شفاعت کریں"۔

ایک دو مقامات پر جب آپ نے مصلحت کی خاطر چند صحابہ کو اپنے آپ سے دور رکھنے کا ارادہ فرمایا۔ تو رب ذوالجلال نے آپ کے دامنِ رحمت وعفو کو یہ کہہ کر محفوظ بنا دیا۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ ۔ (الانعام:۵۲)

"ان لوگوں کو دور نہ کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت اور نبوت کا دائرہ چونکہ "عالمین" کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے اور اس پر آیت "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" اور "قُلْ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا" نصوص صریحہ موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی رحمت نوازیوں اور کرم گستریوں سے انسانوں کے ساتھ ساتھ حیوانات بلکہ جمادات و نباتات بھی فیضان حاصل کرتے رہے۔

اسطن حنانہ کا مشہور واقعہ، چلتے پھرتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتھروں کا سلام

Marfat.com

کرنا اور حیوانات کے حقوق کی تعیین، مذکورہ الصدر دعویٰ کی تین دلیلیں ہیں۔

ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک اونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلایا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور استفسار فرمایا کہ "یہ کس کا اونٹ ہے"؟ ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ! میرا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم نے اسے بھوکا رکھا۔ اس کے معاملے میں اس خدا سے ڈرو جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا۔

"جانوروں کے ساتھ ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نباتات کے حقوق یوں بیان فرمائے جو شخص درخت اگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے تو یہ صدقہ ہے"

ایک حدیث شریف کے مفہوم کے مطابق آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر جانور سے وہی کام لیا جائے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

مخالفین سے آپ کا سلوک

آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس وقت اعلان رسالت فرمایا تو بجائے اس کے کہ عرب آپ کی دعوت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے، الٹا آپ کی تحریک کے خلاف بر سر پیکار ہو گئے۔ تعمیر ملت کے فلاحی علم کو سرنگوں کرنے کے لئے ان کی پوری مساعی بروئے کار لائی جانے لگی۔ اس راہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاعر و مجنون کہا گیا۔ آپ کی تضحیک کی گئی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ پر آوازے کسے گئے۔ آپ سے تشدد اور درندگی کا سلوک روا رکھا گیا اس کے برعکس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شفیق حکیم اور مشفق طبیب کی حیثیت سے ان کے جہالت کے مرض کا علاج کرتے رہے اور ان کی ہدایت کے لئے دعا فرماتے رہے۔

آپ کے اس رویہ کو قرآنِ حکیم نے چند مقامات پر اس طرح بیان فرمایا:

(۱) لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (شعرا : ۳)

Marfat.com

"کہیں آپ اپنی جان ہی اس غم میں نہ لے بیٹھیں کہ وہ ایمان نہیں لائے۔"

(۲) فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ (الکہف: ۶)

کہیں آپ اپنی جان ہی اس غم کے مارے نہ لے بیٹھیں کہ وہ اس بات پر ایمان نہیں لائے۔

(۳) فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ (فاطر: ۸)

ان پر افسوس کے مارے آپ کی جان ہی نہ جاتی رہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ خوب جانتا ہے۔

انسانی سیادت کا خدائی اہتمام

علامہ بدرالدین عینیؒ کی تحقیق کے مطابق محبت کی یہی وجوہ ہیں جن سے جذبۂ حب و عشق گھٹتا یا بڑھتا ہے۔ حسن و جمال، اخلاق و کردار اور احسان و سلوک کا وقوع اگر کثرت کے ساتھ ہوگا، تو قلوب کے لئے کشش بھی زیادہ ہوگی اور کسی موقع پر اگر ان میں سے کسی ایک میں بھی کمی واقع ہو جائے تو محبت کے جذبات ٹھنڈے پڑنے لگ جائیں گے۔

انسان چونکہ اپنے وجود کے اندر متضاد اور متصادم قوتیں رکھتا ہے جن کا توازن اور تناسب اگر قائم رہے تو حیات تکمیلی مراحل طے کرتی رہتی ہے لیکن جسم کی یہ متناقض قوتیں اگر کسی مرحلہ پر اپنا توازن کھو دیں تو انسان کی ظاہری زندگی سے باطنی زندگی تک فساد کا دائرہ پھیل جاتا ہے۔ عقل و جذبات کا بھی کچھ یہی حال ہے۔ ان کے اندر بھی اگر مناسب توازن نہ رہے تو انسان کے فیصلے غلط اور اس کی سوچ کے دھارے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

جذبات چونکہ بنیادی طور پر احساسات ہی کا نتیجہ ہوتے ہیں اور احساس کے مصادر حواس خمسہ، وجدان، قوت متخیلہ، قوّتِ متصرفہ، قوّتِ وہمیہ اور عقل وغیرہ ہیں، جو حُسن کی ملاحت، اخلاق کی عظمت اور احسان کی درستگی پرکھنے میں اغلاط کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اور علم کے ان بنیادی راستوں سے منسلک جذبات بھی اپنی سمت غلط متعیّن کر سکتے ہیں۔ ایسے حالات میں انسان کی صحیح رہنمائی اور درست رہبری وہی ذات کر سکتی ہے جس کے دست قدرت میں تخلیق، تسویہ، تقدیر اور ہدایت کی چابیاں ہوں۔ اور ظاہر ہے وہ خدا ہی کی ذات ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ط (القرآن ۸۷:۲)

"وہ ذات جس نے ہر چیز پیدا کی۔ پھر اُسے درست کیا پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔ اور اسے ہدایت دی۔"

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی۔

ہمارا رب ہی ہے جس نے ہر شئ کو بناوٹ بخشی اور پھر ہدایت دی۔

حاصلِ مدّعا

انسان اگر جہالت کی تاریکیوں میں ڈوب جائے۔ اس کا سفینۂ عقل بے فکری کے بحرِ ظلمات میں ہچکولے کھانے لگ جائے۔ حواس خمسہ اور وجدان و عقل کو موزوں زندگی استوار کرنے کا سلیقہ نہ رہے تو خداوند قدوس ان سب کی رہنمائی کے لئے اپنے رسول بھیجتا ہے جو انسانوں کی مضمر صلاحیتوں سے اصلاح و تعمیر اور بِرُّ و احسان کے وہ چراغ روشن کرتے ہیں۔ جن سے جہالت کی گھمبیر سیاہیوں میں ڈوبا ہوا ماحول، علم و حکمت کے اجالوں سے بدل جاتا ہے۔

Marfat.com

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔ (القرآن ۱۶ : ۳۸)

بلاشبہ ہم نے ہر قوم میں ایک رسول مبعوث کیا جس کی تعلیم یہ تھی کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور طاغوت سے بچو۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ٥ (القرآن ۳۵ : ۲۵)

کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا (رسول) نہ گزرا ہو۔

اسی حقیقت کی طرف قرآنِ حکیم نے ایک اور مقام پر یوں اشارہ فرمایا۔

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ (القرآن ۱۰ : ۴۸)

"ہر قوم کے لئے ایک رسول ہے۔"

انبیاء کرام اور محبت کا استحقاق

انبیائے کرام کے رہنما اور ہادی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کی عطا کردہ وحی کی روشنی میں جذبات و احساسات اور وجدان و عقل کی صحیح سمت متعین کرتے ہیں۔ جہاں ہدایت کے بنیادی وسائل ناکام ہو جائیں، وہاں نبوت اور رسالت وحی الٰہی کے نور سے سیادت انسانیت کے فریضہ کو سرانجام دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں انبیاءؑ کی راہنمائی کے بغیر تنہا عقل کے فیصلے اندھے کی لاٹھی کی مثل ہوتے ہیں۔

اس بات کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ سوچ و فکر کا صحیح رُخ انبیاء ہی متعین کرتے ہیں۔ منطقی طور پر یہ نتیجہ اخذ کر لینا بعید از عقل نہیں رہتا کہ یہی وہ ذوات ہیں، جنہیں انسانیت کا محسن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور اس بناء پر یہی اس لائق ہیں کہ محبت اور عشق کا تعلق ان سے رکھا جائے۔

Marfat.com

محبّت کا سب سے بڑا حق

ایک طویل بحث کے بعد یہ بات بھی روز روشن کی طرح اظہر من الشمس ہوگئی کہ آج انسانیت کے پاس جو اخلاق و احسان کا چمنستان ہرا بھرا دکھائی دیتا ہے۔ درحقیقت یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تگ و تاز اور کاوش و سعی کا ماحصل ہے۔ آپ جہاں سلسلۂ رشد و ہدایت کی آخری کڑی ہیں۔ وہاں آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ افضل الانبیاء یعنی سب نبیوں سے افضل ہیں۔ اگر انبیائے کرام اپنے شرف و فضل اور احسان اور سلوک کے ناطے سے محبت کے لائق ہیں تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو سب انبیاء کے سردار، امام اور فخر ہیں، سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ دل و جان سے محبت کی جائے۔ وگرنہ بصورت دیگر تکمیل ایمان کا کوئی قرینہ نظر نہیں آتا۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ط

"تم میں سے ہرگز کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک ضمنی بحث

سطور ماسبق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا جو ذکر کیا گیا ہے یہ صرف حسن عقیدت نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے سے تفریق بین الانبیاء لازم نہیں آتی۔ بلکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک شاخ پر دو چار پھول کھلے ہوں، تو آپ دیکھیں گے کہ حسن و جمال، لطافت و نزہت اور رنگین و رعنائی میں ہر ایک دوسرے سے اگرچہ مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے پھول ہونے میں کوئی اختلاف نہیں

Marfat.com

ہوتا۔ ان میں سے اگر کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائے تو دوسرے پھولوں کی حیثیت مجروح نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے حسن میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے۔

بلا تمثیل ہم انبیاء کے درمیان نبوت اور رسالت کے مناصب کے لحاظ سے فرق نہیں کرتے بلکہ مقام، رتبہ اور درجہ کے لحاظ سے بعض کو بعض سے افضل مانتے ہیں۔ اور اس حقیقت کی طرف قرآنِ حکیم نے بھی اشارہ فرمایا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط

"ان رسولوں میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعض کے درجے بلند کئے۔"

اس آیت میں "رفع بعضهم درجٰت" کے تحت مفسرین نے فضیلت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر کیا ہے۔ صاحبِ کشّاف کا ایک قول نقل کر کے اس بحث کو سمیٹا جاتا ہے۔

و منهم من رفعه على سائر الانبياء فكان بعد في الفضل افضل منهم بدرجات كثيرة والظاهر هو انه اراد محمداً صلى الله عليه وآله وسلم هو المفضل عليهم حيث اوتى مالم يوته احد من الآيات۔ (الخ)

انبیاء میں درجات کے لحاظ سے بعض کو سب پر فضیلت دی۔ ظاہر ہے اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے کہ انہیں ہزار سے بھی زیادہ معجزے عطا کئے گئے۔ اور یہ فضیلت کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔"

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

عصمت اور استحقاق محبت

محبت اور عشق کی ایک چوتھی وجہ کسی شخصیت کا معصوم ہونا بھی ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ جن کے دامن کوتاہیوں سے پاک ہوں، لوگوں کے دل ان کی طرف زیادہ کھنچتے ہیں اس لحاظ سے سوائے انبیاء کے دنیا کے کسی اور مصلح (REFORMER) کو معصوم عن الخطاء (PERFECT) نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اس لئے انبیاء ہی محبت و عشق کے صحیح حقدار ہیں۔

عصمت انبیاء کی حقیقت

وہ مبارک تقدیر ساز اور حیات آفریں جماعت جس کے ارکان انبیاء مرسلین ہوتے ہیں جمہور اُمت کے عقیدہ کے مطابق ان کا معصوم اور غلطیوں سے پاک ہونا مسلمہ ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

الانبیاء معصومون عن الخطایا۔ (فقہ اکبر)

نبی خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں۔

فقہ اکبر کے ایک دوسرے نسخے میں یہی عبارت یوں نقل کی گئی ہے۔

الانبیاء منزھون عن الصغائر والکبائر ط

انبیاء چھوٹے بڑے سبھی گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں:۔

انھم معصومون عن الکفر قبل الوحی و بعدہٗ بالاجماع وکذا عن تعمد الکبائر عند الجمھور۔

انبیاء وحی سے پہلے بھی اور بعد بھی اجماعاً کفر سے معصوم اور ارتکاب کبائر

Marfat.com

سے جمہور کے نزدیک محفوظ ہوتے ہیں۔

جہاں تک صغائر کا تعلق ہے تو اکثر علماء کے نزدیک انبیاء و مرسلین صغائر سے بھی پاک ہوتے ہیں اور یہی بات اولیٰ اور قرینِ انصاف ہے۔

شبلی نعمانی نے "عقائد" میں لکھا ہے:۔

"کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک وہ دنیا کے تمام پیغمبروں کی یکساں صداقت، حقانیت، راستبازی اور معصومیت کا اقرار نہ کر لے۔"

اسلام نے دنیا کے تمام پیغمبروں اور رسولوں کی عظمت کی ایک ہی سطح قائم کی ہے۔ اس کے نزدیک گناہوں کی پاکی اور عصمت تمام رسولوں اور نبیوں کا مشترکہ وصف ہے کیونکہ گناہگار گناہگاروں کی رہنمائی اور اندھا اندھے کو راہ نہیں دکھا سکتا۔

عصمت انبیاء کا اقرار اگرچہ مسلمانوں کے تمام طبقاتِ فکر میں کیا گیا ہے۔ تاہم حشویہ وغیرہا فرق نے انبیاء کے معصوم ہونے سے انکار کیا ہے۔ اور ہمارے زمانے کے بعض لوگوں کے اسلوب سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ عصمتِ نبوت کے منکر ہیں۔ اور اگر ایسے نہیں تو کم از کم اندازِ نگارش قابلِ تحسین نہیں۔ نمونہ کے لئے ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے۔

"رسول ایک انسان ہے اور خدائی (DIVINITY) میں اس کا ذرہ برابر بھی کوئی حصہ نہیں۔ وہ نہ فوق البشر ہے اور نہ بشری کمزوریوں سے بالاتر ہے۔"

(مودودی صاحب، بحوالہ ترجمان القرآن۔ اپریل ۱۹۷۶ء)

انبیاء معصوم کیسے اور کیونکر ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کی شہرہ آفاق کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" سے ایک بحث ملاحظہ ہو:۔

Marfat.com

كونه مامونا عن الخطاء فى نفسه انما يكون بخلق الله علما ضروريا فيه بان جميع ما ادرك وعلم مطابقا للواقع بمنزلة ما يقع للمبصر عند الابصار فانه اذا بصر شيأ لا يحتمل عنده ان تكون عينيه وان يكون الابصار على خلاف الواقع وبمنزلة العلم بالموضوعات للغوية الخ

(حجة الله البالغة باب الى هداة السبيل)

پیغمبروں کا غلطیوں سے پاک ہونا، خدا کے عطا کردہ علم ضروری اور یقین سے ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ نبی خدا سے پائی جانے والی چیز کے بارے میں سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔ اسے یقین ہوتا ہے کہ وہ حقائق کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر رہا ہے یا اس کی مثال اس ماہر زبان کی سی ہوتی ہے کہ وہ الفاظ اور کلمات کے متعین معانی خوب سمجھتا ہے۔ جیسے ایک عرب خوب جانتا ہے کہ "مآء" پانی کے لیے ہے اور "ارض" سے مراد زمین ہے اور یہ جانتے ہوئے اگرچہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی اور نہ ہی لفظ و معنیٰ میں کوئی عقلی لزوم ہوتا ہے۔ بلکہ نبی کو فطری ملکہ کے سبب سے علم وجدانی حاصل ہوتا ہے۔ جس کی روشنی میں وہ وجدانی تجربات کا مشاہدہ اکثر کرتا ہے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصفِ معصومیت کو مفکرین کے ساتھ ساتھ غیر مسلم مفکرین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ تاریخ عرب (A HISTORY OF ARAB) کا مصنف ایک جگہ لکھتا ہے۔

"دنیا میں جس قدر عزت و تکریم اس معصوم انسان (نبی) کی کی گئی، اس قدر عزو اتباع کا شرف کسی اور کو حاصل نہ ہوا"۔

Marfat.com

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم تقاضا

عقلاً و نقلاً ہر دو لحاظ سے جو یہ ثابت ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی ذاتِ اقدس محبّت اور عشق کے لائق حقیقی ہے تو اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ جذباتی لگاؤ اور تعلق جو قرآن مسلمانوں کے سینوں میں رحمتِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے لئے پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس کی علامتیں، مطالبے اور تقاضے کیا کیا ہیں۔

محبّت اور عشق کا مطلوب اوّل اور مقصود ترجیحی اعزاز و اکرام اور توقیر و احترام ہے۔ اطاعت جو محبّت اور لگاؤ کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ وہ بھی عزّ و احترام اور تعظیم و تکریم کے بغیر پھیپھسا اور سرسری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ایمان کے بعد اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیّت دی وہ اکرام و تکریم اور عزّت و تعظیم ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔ (الفتح: ۹)

"بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا اور نذیر بنا کر بھیجا۔ اس لئے لوگو! تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی مدد اور تعظیم و توقیر کرو۔"

سورہ اعراف میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اعراف: ۱۵۷)

" وہ لوگ جو اس (نبی) پر ایمان لائے۔ اس کا ساتھ مع التعظیم دیا، مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا، سو وہی فلاح پانے والے ہیں۔"

Marfat.com

ان قرآنی تصریحات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم لازم ٹھہری البتہ ایسی تعظیم جس سے عقیدہ توحید مجروح ہوتا ہو، صحیح نہیں۔ اس کی مثال انبیاء کو خدا کی اولاد ٹھہرانا یا سجدۂ تعظیمی وغیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر اس بات کا انسان کو حکم دیا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا تحفظ متعلق ہو۔ اور ہر اس بات سے منع کیا جس سے نبی محتشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کا احتمال ہو۔

ارشادِ باری ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (البقرہ: ۱۰۴)

"اے ایمان والو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے "رَاعِنَا" مت کہو۔ بلکہ "اُنْظُرْنَا" کہا کرو اور سنتے رہا کرو۔ کافروں کے لئے تو دردناک عذاب ہے"

اسلام کے مخالفین جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ سے مخاطب ہونے کے وقت "راعنا" کا ذومعنی لفظ استعمال کرتے۔ اس کا ظاہری معنی تو یہی تھا کہ ذرا ہماری رعایت کیجئے، لیکن بدتمیز معاندین بغض باطنی کی وجہ سے "رَاعِنَا" کو رعونت کے مادہ میں یا پھر "رَاعِیْنَا" کر کے استعمال کرتے جس کا معنی (اے ہمارے چرواہے) ہوتا ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آئی۔ اسی وجہ سے اہلِ ایمان کو بھی یہ حکم دے دیا گیا کہ وہ "راعنا" کا کلمہ استعمال نہ کریں بلکہ "اُنْظُرْنَا" کہیں تاکہ مخالفین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کنایۃً بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی نہ کر سکیں۔

اس آیت کے تحت مفسرین کرام نے لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر اس لفظ کا استعمال ناجائز ہے، جس سے آپ کی شان میں گستاخی کا احتمال ہو یا آپ کی عظمت

Marfat.com

میں کمی دکھائی دیتی ہو۔

علامہ قرطبی نے اسی حقیقت کا اظہار "احکام القرآن" میں یوں فرمایا:۔

فی ھذہ الآیۃ دلیلان، احدھما علی تجنب الالفاظ المحتملۃ فیھا للتنقیص و من ھذہ فھم بالتعریض و ذالک یوجب الحد عندنا۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزو الثانی صہ ۵۷)

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اکرام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے قرآنی مناظر

(۱)

اچھی مجالس کی قدر سنجیدگی اور متانت سے ہوتی ہے۔ باوقار محفلیں یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی سے اجتناب کرتی ہیں۔ شخصیات کا حسن و قبح ان کی بات چیت کے انداز سے معلوم کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شخصی اور اجتماعی حسن کی نکھار قائم رکھنے کے لئے ہر اس بات کا حکم دیا جس سے تزئین کردار ہو سکتی ہے اور ہر اس چیز سے منع فرمایا جس سے فرد یا معاشرہ سے متعلق کسی یونٹ (UNIT) کی صوری یا معنوی حسن میں فرق پڑ سکتا ہو۔ آہستہ گفتگو کرنا، چال میں اعتدال رکھنا، مجلس میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا، چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام ملحوظ رکھنا، کھانا کھڑے ہو کر نہ کھانا، راستے میں پیشاب وغیرہ سے اجتناب کرنا، اسی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔

آدابِ زندگی ملحوظِ خاطر و عمل نہ رکھنے سے جہاں انسان کی اپنی شخصیت خراب ہوتی ہے وہاں بعض اوقات سفرِ زیست میں شرکاء کی بے ادبی اور گستاخی کا احتمال بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس نوعیت کی بے باکیاں عام طور پر تو قابلِ مذمت ہی ہوتی ہیں۔

Marfat.com

لیکن ان کا ارتکاب اگر انبیاء ومرسلین کے حضور کیا جائے تو خسران ایمان کا سبب بن جاتی ہیں۔

حضور رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی محبت و ادب ہی ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی مجلس کے آداب میں یہ بات بھی شامل رکھی کہ آپ کے سامنے نہ تو فضول گوئی کی جائے اور نہ ہی آپ سے ایسے سوال پوچھے جائیں، جن سے آپ کبیدہ خاطر ہوں اور نتیجۃً امت کے لئے ان سوالوں کے جواب وہ بوجھ بن جائیں جن کا سہارنا مشکل ہو۔

ارشادِ ربِّ ذوالجلال ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ ۖ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ (المائدہ : ۱۰۱)

اے ایمان والو! (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایسی باتیں مت پوچھو جنہیں اگر تم پر ظاہر کر دیا جائے تو تمہیں وہ بری محسوس ہوں۔ اور اگر تم نزولِ قرآن کے وقت ان کے متعلق پوچھو گے تو تم پر وہ ظاہر کر دی جائیں گی۔ معاف کر دیا ہے اللہ نے ان کو اور اللہ بخشنے والا اور حلم والا ہے۔

نص اور سیاق کے اعتبار سے اگرچہ قرآن مجید کی اس آیت کا مطلب وسعتِ بے پایاں رکھتا ہے لیکن ظاہر اور نزول کے اعتبار سے اس کا مطلب یہی ہے کہ بعض لوگ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسے عجیب وغریب سوال پوچھتے کہ جن میں نہ دنیوی فائدہ ہوتا اور نہ ہی دینی۔ اس سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزاج اقدس پر انقباض پیدا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے لوگوں کو اس روش سے منع فرما دیا کہ وہ دربار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بے موقع اور بے مقصد سوال کریں۔

Marfat.com

ایمان افروز واقعہ

مذکورہ آیت ہی کے شانِ نزول میں مفسّرین نے لکھا کہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رنجیدہ خاطر ہوئے اور ارشاد فرمانے لگے جو پوچھنا ہو پوچھ لو۔ اس پر ایک شخص نے اپنے انجام کے بارے میں استفسار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "جہنم" ایک شخص نے سوال کیا "میرا باپ کون ہے"؟ تو آپ نے فرمایا "صداقہ" جب کہ آپ کی ماں صداقہ کی بیوی نہیں تھی۔ اس پر ابن حذافہ سہمی نے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا "حذافہ" ابن حذافہ کی ماں اپنے بیٹے سے کہنے لگی کہ بڑے نالائق ہو اگر تیری ماں نے کوئی قصور کیا ہوتا تو آج اسے کتنی رسوائی ہوتی۔

(۲)

سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِہٖ وَ اَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (انفال: ۲۴)

" اہلِ ایمان! اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو، جب وہ پکارے تاکہ وہ تمہیں زندگی عطا کر دے۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ (کا حکم) انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور بلا شبہ اُسی کے حضور جمع ہونا ہے۔"

قرآن مجید کی اس آیت میں جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت اور آپ کی سنتوں پر عمل کو زندگی کا راز بتایا گیا۔ وہاں آپ کی درگاہ عالیہ میں رہنے کے آداب سکھائے گئے۔

Marfat.com

حضرت ابو سعید ابن معلی ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے یاد فرمایا جب کہ میں نماز ادا کر رہا تھا۔ بعد از نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جب آپ نے مجھے یاد فرمایا، میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم نے خداوند کریم کا یہ ارشاد ملاحظہ نہ کیا۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا ..... الآیہ (بخاری شریف)

اسی قسم کی ایک روایت ابی ابن کعب کے بارے میں بھی نقل کی گئی ہے۔

صحابہ کرام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت اور بلاوے پر فوری عمل کا اس قدر اہتمام تھا کہ احادیث و روایات میں آتا ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جنہیں "غسیل ملائکہ" کہا جاتا ہے۔ ابھی آپ نے ازدواجی تعلق کے بعد غسل ضروری بھی نہ فرمایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت جہاد کے لیے بلا لیا۔ آپ شامل جہاد ہوئے اور اسی حالت میں شہید ہو گئے اور پھر فرشتوں نے آپ کو غسل دیا۔

اسی طرح کی ایک روایت طحاوی نے بھی نقل کی کہ ایک صحابی اپنی اہلیہ سے جماع میں مصروف تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔ آپ وہی سے الگ ہو کر حاضر بارگاہ ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شاید ہم نے تمہیں جلدی میں ڈال دیا۔

(۳)

مدینہ شریف میں غزوۂ احزاب کے موقع پر جب خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا تو غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعمیل ارشاد کرنے لگے۔ لیکن منافقین مشقت کی ان تلخیوں سے جان چھڑانے کیلئے آگے پیچھے کھسکنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں آداب رسول ص

Marfat.com

کے سلسلہ میں ایک مستقل دفعہ (ARTICAL) شامل کردی وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضری کے لئے جس طرح اجازت ضروری ہے ویسے ہی آپ کی مجلس سے رخصت ہونے کے لئے بھی اذن طلب کرنا لازم ہے۔ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (النور: ۶۲)

"اصلی مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور کسی اجتماعی کام کے وقت آپ کے ساتھ ہوں، تو آپ سے بلا اجازت نہ جائیں بلاشبہ جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں اللہ اور رسول پر ایمان لانے والے تو وہی ہیں۔ پس جب وہ آپ سے کسی کام کی خاطر اجازت مانگیں تو جسے آپ چاہیں اجازت دیجئے۔ اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور رحیم ہے۔

(۴)

قرآن مجید میں مالک کائنات نے ارشاد فرمایا:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ (النور ۶۳)

"تم آپس میں رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہرا لو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔"

اس آیت کے تحت شیخ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

کو بلانے کے آداب بیان کئے گئے ہیں. لوگوں کی عادت تھی کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب بلاتے تو آپ کی کنیت یا نام سے معمولی طور پر آپ کی شان کا لحاظ رکھے بغیر بلاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس گستاخی سے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ آپ کو اچھے القاب و آداب سے بلایا جائے.

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نام بے تعظیمی سے لکھنا یا پکارنا حرام ہے. چاہیئے کہ آپ کو نہایت ادب سے یا نبی اللہ، یا رَسُولَ اللہِ وغیرہ کلمات سے پکارا جائے.

قتادہ، مجاہد اور سعید بن جبیر نے اس آیت کے ضمن میں ارشاد فرمایا. لوگو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی جانو اور دل سے آپ کی تعظیم کرو.

ابن عباس، عطیہ اور حسن بصریؒ کا خیال ہے کہ اس آیت میں لوگوں سے یہ کہا گیا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو اپنی دعا جیسا نہ سمجھیں بلکہ یہ پختہ یقین رکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں.

مبرد اور خطیب نے کہا کہ دُعَاء کا معنی پکارنا ہے اور یہاں دُعَآءَ الرَّسُوْلِ سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی کسی کو بلائیں تو اُسے سب کچھ چھوڑ کر فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے.

(۵)

عربوں کا دستور تھا کہ انہیں اگر ایک دوسرے کے گھر جانا ہوتا تو وہ آداب اجازت وغیرہ کے پابند نہیں ہوتے تھے اور اسی طرح انہیں اگر کسی دعوت میں شریک ہونا ہوتا تو کھانے کے بعد گھنٹوں اُدھر ہی بیٹھے رہتے اور یہ خیال نہ گزرتا کہ ان کے اس فعل سے صاحب خانہ کو زحمت بھی ہو سکتی ہو گی.

مسلم شریف میں ہے کہ اسی طرح کا ایک واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

Marfat.com

کے دولت خانہ پر بھی پیش آیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت زینب کے نکاح پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درِ دولت پر دعوت ولیمہ تھی۔ لوگ جماعت در جماعت آتے اور کھانا کھانے کے بعد چلے جاتے مگر دو تین آدمی کھانا کھانے کے بعد ادھر ہی مصروف گفتگو ہوئے اور اس سلسلہ کو اتنا دراز کیا کہ اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو ذہنی کوفت ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دولت کدہ پر حاضری کے آداب سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ

(الاحزاب: ۵۳)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو۔ اور نہ ہی کھانے کا وقت تاکتے رہو۔ البتہ کھانے پر جب بلایا جائے تو ضرور جاؤ اور کھانے کے بعد منتشر ہو جاؤ۔ ایسے نہیں کہ باتیں کرنے میں لگے رہو۔

(۲)

سورہ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بارگاہ کے آداب یوں بیان فرمائے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ

Marfat.com

عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (الحجرات: ۱ تا ۵)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔ اے اہلِ ایمان اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی آپ کے سامنے زور سے باتیں کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع کر دیے جائیں اور تمہیں خبر تک نہ لگے۔ بلاشبہ وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں انہیں کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے چن لیا ہے اور بخشش اور اجرِ عظیم کا استحقاق بھی انہی لوگوں کو ہے (اے حبیب) جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان کی اکثریت بے عقل ہے۔ اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس تشریف فرما ہوتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے":

انہی آیات کی تشریح میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے تفسیر سورہ حجرات کے اندر لکھا:-

"جس معاملہ میں اللہ اور رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو، اس کا فیصلہ پہلے ہی آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو بلکہ حکمِ ربی کا انتظار کرو جس وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمائیں خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ ان کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جرأت نہ کرو۔ جو حکم ادھر سے ملے بلا چون وچرا اس پہ عامل بن جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شور نہ کرو۔ اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر باتیں کرتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلافِ ادب ہے۔ آپ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت یہ ہی ادب چاہیئے اور جب قبر شریف کے پاس حاضر ہو۔ وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے"

شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا

اس امر کے واضح ہو جانے کے بعد کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تعظیم و اکرام اور توقیر و آداب اسلام کے مبادیات میں سے ہیں۔ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ایسا شخص جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شانِ اقدس میں تنقیص کرے، اس کی سزا کیا ہے۔

یہ بات بخوبی یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں تنقیص اور کمی، سبّ اور شتم ہلکے قسم کا گناہ نہیں بلکہ ایسا جرم ہے، جس کا ارتکاب اگر کلمہ گو کرے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اس کا اس طرح کافر ہو جانا، ائمہ اسلام کا اتفاقی اور اجتماعی مسلک ہے اور جہاں تک کسی کافر کے سابّ اور شاتم ہونے کا تعلق ہے، تو وہ بھی اسلامی ریاست میں سزا سے بچ نہیں سکے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور اہانت کرنے والے آدمی کے بارے میں قرآنی فیصلہ ملاحظہ ہو۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(التوبہ: ٦١)

"ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو نبی کو (بدزبانی سے) کان کا کچا کہہ کر اذیت دیتے ہیں۔ کہیے کہ وہ تمہارے بھلے کی بات سنتا ہے۔ خدا پر یقین اور مومنوں پر اعتماد رکھتا ہے اور تم میں سے اہلِ ایمان کے لئے سراپائے رحمت ہے۔ وہ لوگ، جو اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، ان کے لئے دردناک

Marfat.com

عذاب ہے۔"

دوسرے مقام پر ربّ قدوس نے ارشاد فرمایا:۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ٥

(انفال : ١٣)

"جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو بے شک اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔"

ابن تیمیہ نے "اَلصَّارِمُ الْمَسْلُوْل عَلٰی شَاتِمِ الرَّسُوْلِ" میں اس امر کی تصریح یوں کی۔ بلکہ اپنی کتاب کے ایک باب کا عنوان ہی یہی رکھا۔

من سب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من مسلم او کافر فانہ یجب قتلہ ھذا مذھب علیہ عامۃ اھل العلم۔

"جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں برے کلمات استعمال کئے تو اس کا قتل کر دینا واجب ہے۔ برابر ہے کہ وہ شخص مسلمان ہو یا کافر عام اہل علم کا یہی مذہب ہے۔"

ابوبکر فارسی نے اصحاب شافعیہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساب اور شاتم کے قتل کئے جانے پر اجماع نقل کیا ہے۔

علامہ قاضی عیاض نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا۔

اجمعت الامۃ علی قتل منتقصہ من المسلمین وسابہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تنقیص اور سب کرنے والے کے قتل پر اُمت کا اجماع ہے۔

خطابی نے کہا:۔

لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتلہ ط

Marfat.com

"یعنی میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شاتم کے قتل کئے جانے میں اختلاف کیا ہو"

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ایک قول بھی ایسے ہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مسلمان کیسے برُا بھلا کہہ سکتا ہے۔ اگر ایسے ہو تو ایسے شخص کے مرتد ہونے میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے۔

عام روایات میں اگرچہ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہی نقل کیا جاتا ہے کہ آپ سابّ اور شاتم پر وجوب حد کے قائل نہیں تھے۔ لیکن ابن تیمیہ نے "الصارم" میں اور قاضی عیاضؒ نے اپنی مؤلفات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی اہانت کرنے والے کے قتل کئے جانے پر آئمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے۔

میرے خیال میں جتنے بھی فقہا نے اس سلسلہ میں مذکورہ صدر خیالات سے اختلاف کیا ہے۔ اس کا ہرگز یہ معنٰی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ قانوناً سزا سے بچ جائے بلکہ اختلاف وجوب حد اور لزوم کفر کا ہے۔ ہر دو صورتوں میں سزا کا استحقاق تو باقی رہے گا۔

ذمّی، مرتد، محارب اور مسلم سابّ کے بارے میں فقہائے کرام کے اختلافات بھی کافی ہیں جنہیں طوالت کے خوف سے ترک کیا جاتا ہے۔ جو چاہے کتبِ احکام دیکھ لے۔

سب وشتم تو دور کی بات ہے علماء کے نزدیک وہ شخص جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ میں کسی طرح کمی کرنے کی کوشش کرتا ہے یا ایسا اسلوب اختیار کرتا ہے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں تقصیر ظاہر ہوتی ہو، وہ بھی کفر ہی کا ارتکاب کرتا ہے۔

علامہ زینی دحلانؒ فرماتے ہیں :۔

من قصر بالرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام عن شیء من مرتبتہ فقد عصی او کفر ومن بالغ فی تعظیمہ صلی اللہ

علیہ وسلم بانواع التعظیم ولم یبلغ بہ ما یختص بالباری فقد اصاب الحق۔ (الدرر السنیۃ)

وردِ محبّت وظیفۂ عشق

"مَنْ اَحَبَّ شَیْاً فَاَکْثَرَ ذِکْرُہٗ" کے تحت انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے، اکثر اس کی زبان پر اسی کا ذکر جاری رہتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق کا ایک لازمی تقاضا یا علامت اُن کا ذکر اور یاد ہے۔ اللہ کی یاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بیک وقت منزل بھی ہیں اور منزل پر پہنچنے کا وسیلہ بھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جہاں بہت سے مقامات پر اپنی یاد بجالانے کا حکم صادر فرمایا وہاں ایمان و عشق کے حاملین کو یہ تلقین بھی فرمائی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ (الاحزاب)

بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر۔ ایمان والو! تم بھی اُن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔

جس طرح اللہ کی یاد اور ذکر کے مختلف طریقے اور اسلوب ہیں مثلاً نماز، تلاوتِ قرآن حکیم، زکوٰۃ اور حج وغیرہ۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد کی بھی مختلف صورتیں اور نوعیتیں ہیں، صلوٰۃ وسلام، محافل میلاد، نعت خوانی اور نعت خواہی۔ ساری ہی صورتیں ایک طالبِ صادق کے جذبۂ عشق و محبت کو قوت دیتی ہیں اور اس کے سینے سے اٹھنے والی بے چین تمناؤں اور بے قرار آرزوؤں کے لئے وجہ سکون وراحت بنتی ہیں۔ لذت، حلاوت، سرور، نور، طمانیت اور برکات کے حصول کا واحد راستہ یہی ہے کہ خداوند قدوس کا ذکر

Marfat.com

کثرت سے کیا جائے۔ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی کثرت کو حرزِ جان بنایا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ (الرعد، رکوع ۴)

"اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔"

جہاں تک ذکر کے فضائل اور درود شریف کی برکات کا تعلق ہے، ان کا کما حقہٗ احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ مختصر طور پر چند روایات نقل کی جاتی ہیں۔

خدا کی یاد خدا کی پسند

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ، میں اپنے بندے سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ ظن رکھتا ہے۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے اجتماع میں یاد کرے، تو میں اُس سے بہتر مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف بالشت برابر متوجہ ہو تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور وہ اگر ایک ہاتھ میری طرف بڑھے تو میں دو ہاتھ اُس کی طرف بڑھتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر، اور جو چیز اس سے قریب ہو، اور عالم اور طالب علم (ابن ماجہ۔ ترمذی)

ایک حدیث شریف کے مطابق قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقل مند کہاں ہیں۔ پوچھا جائے گا کہ عقلمند لوگوں سے کون لوگ مراد ہیں۔ جواب ملے گا وہ لوگ جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک صحابی نے عرض کی :۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شریعت کے احکام متعدد ہیں۔ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے۔ جسے میں اپنا مشغلہ بنا لوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھو۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ وہ لوگ جن کی زبان ذکرِ خدا سے تر رہتی ہے وہ جنّت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اگر ایک شخص کے پاس بہت سے دراہم ہوں اور وہ ان کو خرچ کر رہا ہو اور دوسرا شخص کا ذکر کرتا ہو۔ تو اُن میں سے ذکر کرنے والا والا افضل ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے ایک روایت نقل کی کہ جنتی لوگ جب جنّت میں داخل ہو جائیں گے تو اُن کے لئے کوئی وجہ پریشانی نہیں ہوگی بجز اس گھڑی کے جس میں انہوں نے خدا کا ذکر نہیں کیا ہو گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ جب تم جنّت کے باغات میں گزرو، تو کچھ کھا پی لیا کرو صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جنت کے باغات کون سے ہیں تو آپ نے فرمایا" ذکر کے حلقے"!

ایک حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے خدا کے ذکر کو ایک کارگر اور نجات بخش نسخہ قرار دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بعض اقوام کو اللہ تعالیٰ یوں اٹھائیں گے کہ وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے۔ اور ان کے چہروں پر نور ہو گا۔ لوگ ان پر رشک کریں گے اور یہ لوگ انبیاء اور شہداء کے علاوہ ہوں گے۔ کسی نے سوال کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلّم! ہماری پہچان کے لئے اُن کا حال بیان فرمائیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ارشاد فرمانے لگے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو خدا کے لئے ایک دوسرے سے محبّت کرتے ہوں گے اور مختلف قبیلوں اور شہروں سے صرف اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہوں گے۔

ایک دوسری حدیث شریف کے مطابق وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرتا ہو اور اس کے آنسو بہہ جاتے ہوں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار توڑنے اور سخاوت کے ساتھ مال دینے سے افضل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آسمان والے زمین والوں کے ان گھروں کو چمکتے ستاروں کی مانند دیکھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔

حضرت امام غزالی نے مکاشفۃ القلوب میں حضرت سفیانؒ سے نقل کیا کہ جب کوئی قوم جمع ہو کر خدا کا ذکر کرتی ہے تو شیطان اور دنیا اس سے دُور ہو جاتے ہیں۔ اور شیطان دنیا سے مخاطب ہو کر کہتا ہے تو دیکھتی نہیں ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ دنیا کہتی ہے کہ انہیں چھوڑ دے۔ اس لئے کہ جب یہ الگ الگ ہو جائیں گے تو میں ان کی گردنیں پکڑ کر تیرے پاس لاؤں گی۔

ایک روایت کے مطابق جان کنی کے وقت، ہر جان پیاسی ہوتی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں ان کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص کو میرا ذکر مانگنے سے روکے رکھے (یعنی دعا کرنے سے) تو میں اسے سوال کرنے والوں سے بہتر عطا کروں گا۔

کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ نے بازار میں اعلان کر دیا کہ مسجد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث تقسیم ہو رہی تھی، لوگ مسجد میں گئے تو کچھ نہ دیکھا۔ حضرت

Marfat.com

ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ ہم نے تو مسجد میں کچھ بھی تقسیم ہوتے نہیں دیکھا، بجز اس کے کہ کچھ لوگ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں حضرت ابوہریرہؓ فرمانے لگے، یہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ غافلوں کے اندر ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے خشک علاقے میں ہرا درخت ہو۔ اور یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ غافلوں کے اندر ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے بھاگنے والوں میں جہاد کرنے والا ہوتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

یادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سوغاتِ محبت

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کہہ کر آپ کی یاد کو دوام کی اس دولت سے مالا مال کیا کہ تاریخ موجودات اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ زمان کے لحاظ سے لمحہ بہ لمحہ اور لحظہ بہ لحظہ اور مکان کے لحاظ سے جا بجا اور کوبکو کوئی ایسی چیز نہیں جو زبانِ حال سے یادِ رسول سے سرشار نہ ہو۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کے قدسی صفات فرشتے اور خود ربِ جلیل بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط

علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ آیت شریفہ میں صیغۂ مضارع کے ساتھ صلوٰۃ کا ذکر دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اللہ کی ذات اور فرشتے ہمیشہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔

قرآن مجید صرف اس بات کی ہی خبر نہیں دیتا کہ اللہ اور فرشتے ہمہ وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں بلکہ عالم بھر کے ایمان یافتہ انسانوں سے تقاضا

Marfat.com

بھی کرتا ہے کہ وہ اس کے رسول پر درود بھیجیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط

ایمان والو تم بھی آپ پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔

آیت مذکورہ کے تحت اہلِ محبت کی سب سے بڑی نشانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام پڑھنا ٹھہرے گی۔ اس اعتبار سے ہر وہ شخص جسے عاقبت پیاری ہو اس کو چاہیئے کہ وہ کثرت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھے۔

علامہ سخاویؒ نے امام زین العابدینؓ سے ایک دلچسپ روایت نقل کی ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کثرت سے درود پڑھنا اہلِ سنّت ہونے کی علامت ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ مجھ پر درود پڑھے اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ اس کی دس لغزشیں معاف کی جائیں گی اور دس درجے بلند کئے جائیں گے۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو۔ اس لئے کہ تمہارا پڑھا ہوا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔

(الترغیب والترہیب)

ایک حدیث شریف میں رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو کثرت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھنے والا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے نبئ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ارشاد پاک یوں نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے پھرنے والے ہیں جو میری امت کی طرف سے مجھ تک سلام پہنچاتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح اور شام مجھ پر دس دس مرتبہ درود پڑھے اسے قیامت کے دن میری شفاعت پہنچ کر رہے گی۔

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور پر سلوٹیں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ کو آج سے زیادہ مسرور اور خوش کبھی نہیں دیکھا۔ اس پر آپ ارشاد فرمانے لگے، میں خوش کیوں نہ ہوں ابھی ابھی جبرائیل مجھ سے جدا ہوئے اور کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو شخص آپ پر درود پڑھے گا، اللہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا، دس خطائیں معاف اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

ترغیب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر دن میں ہزار بار درود بھیجے گا اس پر موت نہیں آئے گی یہاں تک کہ وہ اپنا مقام جنت میں دیکھ لے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے کہ وہ دو شخص جو آپس میں محبت سے ملیں اور درود شریف پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے جدا ہونے سے پہلے اُن کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے عرض کی کہ آپ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجنا چاہتا ہوں تو مقدار کس قدر مقرر کر دوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جتنا تو خود چاہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ایک چوتھائی۔ آپ فرمانے لگے، تجھے اختیار ہے لیکن بڑھا دے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ حضرت ابی فرماتے ہیں، میں نے عرض کی حضور

Marfat.com

دو تہائی کر دوں۔ آپ فرمانے لگے، تیرا اختیار، لیکن بڑھا دے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! پھر تو سارا وقت درود کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمانے لگے کہ اس صورت میں تو تیرے تمام اندیشوں اور غموں کی کفایت کی جائے گی اور ایسا کرنا تیرے گناہوں کا کفارہ بھی ہو گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

(رواہ احمد و ابو داؤد)

"کوئی بھی شخص جب مجھ پر سلام بھیجے، اللہ میری روح لوٹاتا ہے یہاں تک کہ میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں"۔

اس حدیث شریف کے تحت اجلّ علماء نے لکھا کہ یہاں روح سے مراد "نطق" یا "توجہ" ہے۔ جیسے کہ مصطفےٰ محمد عمار نے ترغیب کے حاشیہ میں لکھا:۔

ای رد علی نطقی لانہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم حی دائما و روحہ لا تفارقہ۔ لان الانبیاء احیاء فی قبورھم

حدیث میں روح سے مراد نطق ہے وگرنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات دائمی رکھتے ہیں۔ آپ کی روح آپ کے جسم اطہر سے جدا نہیں ہے اور اس طرح سارے نبی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام نہ پڑھا جائے دعائیں آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہیں۔

اسی طرح کی ایک روایت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بھی مروی ہے۔

کل دعاء محجوب حتی یصلی علی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

Marfat.com

یعنی بغیر درود شریف کے دعا مقبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا تو آپ فرمانے لگے کہ کیا میں تمہیں لوگوں میں سے سب سے زیادہ بخیل شخص نہ بتادوں صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ ارشاد فرمانے لگے کہ لوگوں میں سب سے بڑھ کر وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر بن دینار نے حضرت ابو جعفر سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَقَدْ اَخْطَأَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ۔ (رواہ ابن ماجہ)

"جس نے مجھ پر درود بھیجنا بھلا دیا، گویا کہ وہ جنت کی راہ بھول گیا۔"

اسی طرح کی ایک حدیث شریف حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ اُذْکَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ صلی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

اگر کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو یہ ظلم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّھِمْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا کَانَ عَلَیْھِمْ مِنَ اللہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَھُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَھُمْ۔

(رواہ احمد و ابوداؤد)

کسی مجلس میں بیٹھنے والی قوم اگر اللہ کا ذکر نہ کرے اور اپنے نبی پر درود

Marfat.com

نہ پڑھے تو قیامت کے دن یہ مجلس ایسے لوگوں کے لئے وبال ہوگی۔ اگر اللہ چاہے گا تو عذاب دے گا اور چاہے گا تو معاف فرمادے گا۔

ایک دوسری حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

اَلصَّلٰوۃُ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ثَمَانِیْنَ مَرَّۃً غُفِرَتْ لَہٗ ذُنُوْبُ ثَمَانِیْنَ عَامًا۔ (مکاشفۃ القلوب للغزالی)

"مجھ پر درود بھیجنا پل صراط کا نور ہے۔ جس شخص نے جمعۃ المبارک کو مجھ پر اسّی دفعہ درود بھیجا، اس کے اسّی سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔

حضرت علامہ ابو عبداللہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں سورہ اخلاص کے فضائل میں ایک روایت نقل کی ہے جس کا تعلق درود شریف کے فضائل سے بھی ہے۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فقر اور تنگدستی کی شکایت کی۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ارشاد فرمایا:۔

اذا دخلت البیت فسلم ان کان فیہ احد وان لم یکن فیہ احد علی واقرء قل ھو اللہ احد مرۃ واحدۃ۔

"جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر میں کوئی موجود ہونے کی صورت میں اسے سلام کہو اور اگر کوئی موجود نہ ہو تو مجھ پر سلام بھیجو اور پھر ایک مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو"

اس آدمی نے حسبِ ہدایت عمل کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی برکت سے وافر رزق عطا فرمایا۔

حضرت عمرو بن دینار نے بھی اسی قسم کی ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے جسے قاضی عیاض نے اپنی معروف کتاب شفا شریف میں نقل کیا۔

ایک امر کا یہاں بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ مُلّا علی قاریؒ نے مذکورہ حدیث کی شرح میں گھر میں کسی کے موجود نہ ہونے کی صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا:۔

Marfat.com

لِاَنَّ رُوحَهُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بُیُوْتِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ ط

"یہ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک گویا ہر مسلمان کے گھر میں حاضر ہوتی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت جہاں برکات کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے وہاں اس سے گریزاں رہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب بھی ہے۔ اس سلسلہ میں وہ مشہور حدیث شریف تو پیچھے گزری ہے کہ وہ شخص سب سے بڑا بخیل ہے جو حضور علیہ السلام کے ذکر کے وقت درود نہ پڑھے۔ اسی ضمن میں وہ حدیث بھی ملاحظہ ہو جسے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن منبر پر تشریف لے گئے تو جب پہلے زینے پر قدم رکھا تو "آمین" فرمایا پھر دوسرے زینے پر تشریف لے گئے تو فرمایا "آمین" اسی طرح تیسرے زینے پر بھی "آمین" فرمایا۔ اس کے بعد آپ ارشاد فرمانے لگے کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کوئی رمضان کا مہینہ پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو تو اسے اللہ اپنی رحمت سے دور رکھے تو میں نے کہا "آمین"۔ پھر کہنے لگے جو کوئی والدین کو پانے والا ہو اور پھر جہنم میں جائے تو اللہ اسے بھی اپنی رحمت سے دور رکھے تو میں نے کہا "آمین"۔ پھر جبرائیل کہنے لگے جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے تو اللہ اسے بھی اپنی رحمت سے دور رکھے۔ کہیے آمین تو میں نے آمین کہی۔

اطاعت نہیں تو محبت نہیں

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے مشہور اشعار ہیں۔ ان میں آپ نے محبت اور اطاعت کے تعلق کو کس خوبصورتی کے ساتھ واضح فرمایا ہے۔

تَعْصِی الْاِلٰہَ وَاَنْتَ تُظْھِرُ حُبَّہٗ

ھٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٌ

Marfat.com

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ

"تم خدا کی محبّت کے دعویدار ہو۔ حالانکہ اس کی نافرمانی بھی کرتے ہو کتنی عجیب ہے یہ بات اگر واقعۃً تمہاری سچی محبّت ہوتی تو تم اس کی اطاعت کرتے اس لئے کہ محبّت کرنے والا محبوب کا اطاعت گزار ہوتا ہے۔"

محبّت اور عشق" دراصل اس میلان اور چاہت کا نام ہے جو مُحِبّ کے سینے سے ماسوی المحبوب ہر چیز کو مٹا دیتا ہے۔ اور مرحلہ در مرحلہ محبّت کرنے والا اپنے محبوب کا غلام بن جاتا ہے۔ اور یہ فنائیت کی منزل اُسے وہ لذّتِ اطاعت اور شوقِ اتباع بخشتی ہے کہ ایک صادق محبّ اپنے محبوب کی ہر ادا اور ہر اشارہ پر کٹ مرنے کو بھی سعادت تصوّر کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبّت اور عشق کا واحد مفہوم اطاعت واتباع ہی ہے، جس کو جس قدر محبّت کا فیضان زیادہ ملا ہوگا، وہ اسی قدر اطاعت کا رنگ لئے ہوگا۔ اسی لئے امام غزالی نے فرمایا محبّت عبادت کے عزم کا نام ہے۔ اور وہ جب ہی ممکن ہے کہ اس کے اطوار و عادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کے مطابق ہوں۔ دوسرے الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات کا عکس جس شخص پر جتنا زیادہ ہوگا، وہ اتنا ہی محب اور عاشق ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے، جس نے میری سنّت کو زندہ کیا، اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبّت کی وہ جنّت میں داخل ہُوا۔

سُنّت کی اہمیّت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ ضَيَّعَ سُنَّتِيْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِيْ

"جس نے میری سُنّت کو چھوڑا، اس کے لئے میری شفاعت حرام ہوئی"

Marfat.com

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ ہمارے ساتھ نماز پڑھی اور ایسا بلیغ وعظ فرمایا کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور دل ڈر سے کانپنے لگے۔ ایک شخص کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید یہ آخری اور الوداعی وعظ ہے کچھ وصیت فرمادیں۔ آپ ارشاد فرمانے لگے ہیں تم پر سمع اور طاعت کو لازم کرتا ہوں اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کی ہو۔ میرے بعد رہنے والا بہت سے اختلاف دیکھے گا۔ لہٰذا اس پر میری سنّت اور میرے خلفائے راشدین کا طریقہ لازم ہے۔ اسے چاہیئے کہ اسے مضبوط پکڑے اور نئی چیزوں سے بچے۔ اس لئے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ترمذی شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ

(مشکوٰۃ)

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ میرے لائے ہوئے (دین) کا تابع نہ ہو جائے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ

"جس نے فساد کے دور میں میری ایک بھی سُنّت کو زندہ کیا، اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہے۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ حلال کھانے والا، سُنّت پر عمل کرنے والا، اور وہ شخص جس کے فتنوں سے لوگ محفوظ

Marfat.com

ہوں، وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔

امام مالکؒ نے موطا میں حضرت انس سے ایک روایت نقل کی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم انہیں تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سُنت۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابی قالوا من ابی یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی کل عمل لیس علی سنتی فھو معصیۃ

"میرے سارے اُمتی جنت میں داخل ہوں گے بجز انکار کرنے والوں کے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! انکار کس نے کیا۔ آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے نافرمانی کی، گویا اس نے انکار کیا۔ ہر وہ کام جو میری سُنت پہ نہ ہو وہ معصیت ہے۔"

(مشکوٰۃ)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کی اہمیت ہی تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کی ایک ایک ادا کو اپنے عمل اور علم میں محفوظ کر لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء آپ سے اتم درجہ محبت رکھتے تھے اور یہ فیضِ محبت ہی تھا کہ صحابہ کرام اجتماعی اور قانونی، انفرادی اور ذاتی سبھی معاملات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں پر کاربند نظر آتے ہیں۔

ایک دفعہ قرہ بن ایاسؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ کے کرتہ کا تکمہ کھُلا ہوا تھا۔ جب یہ بات آپ نے اپنے بیٹے سے بیان کی تو حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے کبھی کُرتہ کی گھُنڈی نہ باندھی۔ آپ کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے عشق اور اتباع میں ڈوب جانے کا نتیجہ تھا۔

شراب کی ممانعت کا حکم جس وقت نازل ہوا، تو لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و اتباع کا اس قدر شغف تھا کہ وہ لوگ جو جام زیر لب کئے ہوئے تھے، انہوں نے وہیں سے جام توڑے، اور جو کچھ منہ میں تھا، تھوک دیا۔۔۔

ایک غزوہ کے موقع پر صحابہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس محبت کا اظہار یوں کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ہمیں سمندر میں بھی چھلانگ لگانے کا حکم صادر فرمادیں تو ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے۔

سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے ایک سفر میں کسی حلقے سے رنگ والی چادر اوڑھ لی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فقط اتنا پوچھا یہ کیا اوڑھ رکھا ہے۔ حضرت عبداللہ خود فرماتے ہیں جب مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناگواری کا علم ہوا تو میں نے چادر جلادی۔

ایک صحابی ہیں۔ انہوں نے اپنے مکان پر قبہ بنالیا۔ جب انہیں پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند نہیں ہے تو آپ نے اسے مسمار کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حجراسود سے یہ کہنا کہ میں تجھے صرف اس لئے چومتا ہوں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے چوما ہے، عقیدۂ اتباع کا ایک روشن مینار ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک اپنے نوعمر بھتیجے کو دیکھا کہ وہ انگوٹھے پر کنکر رکھ کر (حذف) کھیل رہا ہے۔ آپ نے بھتیجے کو سمجھاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا کہ اس طرح پھینکنے سے شکار تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ نقصان ہو سکتا ہے۔ یعنی آنکھ پھوٹ جائے یا دانت ٹوٹ جائے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک دفعہ وضو کا طریقہ کسی کو سکھایا۔ اور پھر

Marfat.com

سواری پر برابر ہوتے ہوئے مسکرا دیئے۔ مسکرانے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا تھا۔

حضرت وائل ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بال کچھ بڑھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے صرف "ذباب ذباب" فرمایا۔ حضرت وائل سمجھ گئے اور فوراً بال کٹوا دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کے واقعات صحابہ کے علاوہ بزرگانِ دین کے بارے میں بھی معروف ہیں جنہیں طوالت کے خوف سے حذف کر کے صرف ایک دو باتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے سامنے جس وقت خربوزہ پیش کیا گیا تو آپ نے صرف یہ کہہ کر نہ کھایا کہ مجھے معلوم نہیں، میرے مطلوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح تناول فرمایا تھا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے دانت توڑنے کا واقعہ تو شہرۂ آفاق ہے ایک بزرگ کا قول پڑھا۔ وہ فرماتے ہیں، بایزید بسطامی کو خربوزہ کھا لینا چاہیئے تھا۔ اس لئے کہ خربوزہ کھانا تو بہر حال سنّت ہے جس پر عمل ہو جانا چاہیئے۔ یہ بزرگوں کی اپنی اپنی نیت ہے۔ اصل مقصود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت وعشق اور اتباع واطاعت ہے۔

خدا کے محبوب لوگ

ایسی طلب اور جستجو، محبت اور عشق جس کا سفر پیکرِ رنگ وشکل کی طرف ہو۔ مایوسی اس کا مقدر ہوتی ہے قنوطیت اس کا لازمہ ٹھہرتی ہے طالب محبوب کی بے رخی کا شاکی ہوتا ہے۔ بلکہ اتمام شہوت وخواہش کے بعد مجازی محبت کے محلات مسمار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض بزرگوں نے تو ایسی چاہت وسعی کو محبت وعشق کا

Marfat.com

کا نام دینے سے بھی گریز کیا۔

عشق نبود ایں کہ در مردم بود
ایں فسادِ خوردن گندم بود

اس کے مقابلہ میں وہ لوگ، جن کو دیدۂ تر کی بے خوابیاں خدا کے جمالِ ازلی کی محبّت میں بے چین رکھتی ہیں۔ ایسے لوگ "لا الٰہ" کا سبق کچھ اس انداز میں سینے میں بٹھا لیتے ہیں کہ انہیں سوائے خدا کے اور کوئی نظر ہی نہیں آتا۔ مایوسی ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتی۔ ان کا محبوب آگے بڑھ کر ان کو گلے سے لگاتا ہے۔ انہیں چاہتا ہے ان سے محبّت کرتا ہے۔

یہی وہ مقام ہے جس کی طرف قرآنِ حکیم نے ان الفاظ کے ساتھ اشارہ کیا۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (پارہ ۶، رکوع ۱۲)

"اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبّت کرتے ہیں"

اب رہا یہ سوال کہ خدا کی محبّت کیسے ملتی ہے تو اس سوال کے جواب میں لغتِ محبّت کے مطابق تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ اسے چاہو تو وہ چاہے گا اور اس اصول کے مطابق کہ، کہتے ہیں کہ جسے چاہتے ہو، وہ جسے چاہتا ہے اسے چاہنے لگ جاؤ، وہ تمہیں چاہنے لگ جائے گا۔ آقا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو چاہو۔ اُن سے محبّت کرو۔ خدا تمہیں چاہنے لگے گا۔

اس ٹھوس اور مضبوط اصول کے بعد قرآن حکیم نے مختلف مقامات پر کچھ ایسی صفات بھی گنی ہیں جن کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کی جا سکتی ہے۔

احسان

ارشادِ باری ہے:۔ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (البقرہ، ۱۹۵)

Marfat.com

"جب تو کوئی ارادہ کرے تو اللہ پر توکّل کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ توکّل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

انصاف

وَ اِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ط (المائدہ: ۴۲)

"جب آپ فیصلہ کریں تو انصاف سے کریں۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

"نیکی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

توبہ

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (البقرۃ: ۲۲۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

تقویٰ

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ وَ اتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ط

(آل عمران)

ہاں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور تقویٰ اختیار کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ تقویٰ داروں سے محبت رکھتا ہے۔"

نوٹ:۔ تقویٰ فضائل سے آراستہ ہونے اور رذائل سے بچنے کا نام ہے تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "حقیقتِ تقویٰ" ملاحظہ ہو۔

توکّل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

Marfat.com

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ط

(آل عمران : ۱۵۹)

"جب آپ فیصلہ کریں تو انصاف سے کریں۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

نوٹ :۔ قسط کا معنیٰ انصاف سے کرنا، اگرچہ عربی مفہوم کو پوری طرح ادا نہیں کرتا ہے۔ لیکن وضاحت کے لئے ضروری تھا کہ یہ اسلوب اختیار کیا جاتا۔

طہارت

ارشادِ باری ہے :۔ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ط (التوبہ ۱۰۸)

" اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی صفائی رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔"

غصہ پینے والے

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ط

(آل عمران : ۱۳۴)

"غصے کو پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے۔ اللہ ایسے نیکو کاروں سے محبت رکھتا ہے۔"

جہاد

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ ط (الصف: ۴)

"بے شک خدا تعالیٰ ان کو محبوب رکھتا ہے، جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں۔"

Marfat.com

صبر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ؕ (آل عمران : ۱۴۶)

"اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے"

خدا کو جن سے پیار نہیں

قرآن مجید میں جس طرح خدا کا محبوب بنا دینے والی صفات کا ذکر ہوا۔ اسی طرح وہ باتیں بھی بتا دی گئیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہیں۔ اور وہ لوگ جو مؤخر الذکر چیزوں کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ لوگ ہوتے ہیں۔

زیادتی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۔ (البقرہ : ۱۹۰)

"زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

فساد

وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ؕ (البقرہ : ۲۰۵)

"اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔"

کفر

فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ؕ

"اللہ تعالیٰ کافروں کو نہیں چاہتا۔"

Marfat.com

ظُلم

وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ط (آل عمران : ۱۴۰)

"اللہ ظُلم کرنے والوں سے محبّت نہیں رکھتا۔"

خیانت

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا۔ (النساء : ۱۰۸)

اللہ تعالیٰ اس کو نہیں چاہتا جو خائن اور گناہ گار ہو۔

اسراف

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ط (الانعام : ۱۴۲)

"اور اسراف نہ کرو۔ بے شک اللہ اسراف کرنے والوں سے محبّت نہیں کرتا۔"

بڑائی چاہنا

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ط (النحل : ۲۳)

"اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ بڑائی چاہنے والوں سے پیار نہیں کرتا۔

اِترانا

اِذْ قَالَ لَہٗ قَوْمُہٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ط (القصص ۷۶)

Marfat.com

"جب اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اترا مت، اللہ تعالیٰ اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ط (لقمٰن: ۱۸)

"اور لوگوں سے اپنا چہرہ نہ پھیر۔ اور زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ بے شک اللہ تعالیٰ تکبّر کرنے والے اور فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔

سورہ الحدید میں ارشاد فرمایا:۔

وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ط

(الحدید: ۲۲)

اس پر نہ اتراؤ جو تمہیں دیا گیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔

بُرائی کرنا

ارشاد باری ہے:۔

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ ط

اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا منہ پھوڑ کر برائی کرنے کو، سوا مظلوم کے۔"

غیبت

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ط أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ط

"اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ

Marfat.com

وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے. وہ تو تمہیں ضرور ہی ناپسند ہے"
نوٹ :۔ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا یا اس کی کسی چیز کا اس انداز سے ذکر کرنا کہ وہ اُسے ناپسند ہو غیبت کہلاتی ہے۔

محبّت — محبّت کا معیار

بڑی مشہور بات ہے کہ دوست کا' دوست اور اس کا دشمن' دشمن ہوتا ہے۔ مومن کا سینہ جب حُبِ خدا اور عشقِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے سرشار ہو جاتا ہے تو اس کی چاہتوں اور تعلقات کا معیار صرف اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں. وہ محبت بھی خدا ہی کے لئے کرتا ہے اور اگر اس کی دشمنی کسی سے ہوتی ہے تو وہ بھی خدا ہی کے لئے ہوتی ہے. مومنوں کے اسی باہمی تعلق کی طرف قرآن حکیم نے " رحماءُ بینھُم " سے اشارہ فرمایا:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

من سرہ ان یجد حلاوۃ الایمان فلیحب المرء لایحبہ الا للہ۔

(رواہ الحاکم)

جو آدمی ایمان کی حلاوت پانا پسند کرتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ لوگوں سے اللہ کے لئے محبت کرے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو کچھ لوگ موتیوں کے منبروں پر نورانی چہروں کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے. لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے. حالانکہ وہ انبیاء یا شہید نہیں ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سُن کر ایک اعرابی گھٹنوں کے بل بیٹھ کر

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم ان لوگوں کی صفات بیان فرمائیں، تاکہ ہم بھی انہیں پہچان لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہوں گے جو ہوتے تو مختلف قبیلوں سے ہیں لیکن اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اسی طرح تعلق ان کا مختلف شہروں سے ہوتا ہے لیکن جمع وہ اللہ کے ذکر کی خاطر ہوتے ہیں۔ (طبرانی)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:۔

افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ (ابو داؤد)

"سب سے افضل عمل اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے (کسی سے) بغض ہے"

ابن حبان کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا، تیرا ہمنشیں مومن ہی ہونا چاہیئے اور تیرا کھانا بھی متقی ہی کو کھانا چاہیئے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص جس سے محبت کرے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (معنیٰ یہ کہ محبت اہل اللہ ہی سے کرنی چاہیئے۔) رواہ الطبرانی فی الصغیر)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:۔

من احب للہ و ابغض للہ واعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

"ایسا شخص جس نے اللہ کی خاطر محبت رکھی اور اسی کی خاطر بغض کیا۔ اللہ ہی کے لئے دیا اور اسی کی خاطر کسی سے کچھ منع رکھا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے لئے کسی سے محبت کی اور اسے کہا "انی احبك فی اللہ" میں تجھ سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں تو خداوند کریم دونوں کو جنّت میں داخل فرما دے گا۔ البتہ محبت کرنے والا شخص دوسرے کی نسبت زیادہ اعلیٰ اور ارفع منزل پائے گا۔

Marfat.com

طبرانی کی ایک مرفوع حدیث ہے جو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ دو شخص جو ایک دوسرے سے اللہ کے لئے محبت رکھتے ہیں باوجودیکہ آپس میں ملتے نہیں۔ اللہ اُن سے اس محبت سے زیادہ محبت رکھتا ہے جو انہیں آپس میں ہوتی ہے۔ (الترغیب والترہیب)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن جب کوئی سایہ نہیں ہوگا تو خداوند کریم اُن لوگوں کو جو اسی کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کریں گے، اپنی طرف سے سایہ عطا فرمائے گا۔ (بخاری)

حضرت شرجیل نے ایک دن حضرت عمرو سے پوچھا، مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی حدیث سناؤ جس میں نہ تو نسیان ہو اور نہ ہی اس میں کذب اور جھوٹ کی آمیزش ہو۔ آپ فرمانے لگے، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ کا یہ فرمان ہے کہ :۔

"ان لوگوں کے لئے میری محبت لازم ہوئی جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اور میری ہی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔" (الحدیث)

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرمایا کرتے کہ اے اللہ! مجھے ان لوگوں کی محبت عطا کر جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں۔

نسبتوں کی محبت

محبت کا یہ دستور ہے کہ جس سے کسی کو محبت ہوتی ہے اس سے منسوب بھی چیزیں اسے پیاری ہوتی ہیں۔

امر علی الدیار دیار لیلی

اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا

و ما حب الدیار شغفن قلبی

ولکن حب من سکن الدیارا

جب میں لیلیٰ کے شہر سے گزرتا ہوں تو دیوار دیوار سے محبّت کرتا ہوں دل کو اصل میں شہر کی محبّت نے فریفتہ نہیں کیا۔ بلکہ یہ لگن وہاں کے رہنے والوں کی وجہ سے ہے۔

وہ لوگ جن کے دل اللہ کی محبّت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے عشق کے لیے خاص ہو گئے ہوں، اُن کی نظر میں ملکہ کا شہر حسن و سرور ہو یا مدینہ کا گلستان پر بہار یا حرم پاک کے متبرک سنگ و حجر ہوں یا شہر رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے ذرات خورشید نظر، ہر وہ چیز جس کی نسبت اللہ سے اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ہو، محبوب ہے۔

صفا و مروہ کی سعی، حجر اسود کے بوسے، کعبۃ اللہ کا طواف، رکن یمانی کا لمس مدینہ کا سفر، جالیوں کا چُومنا، ریاض الجنّۃ کے نفل، محبُوب کو راضی اور خوش رکھنے ہی کے طریقے ہیں۔

حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ سب کچھ تسکین دل کا ذاتی اہتمام نہیں اور نہ ہی جذبِ دردن سے خود ساختہ طریقے ہیں، بلکہ اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہر اُس چیز سے محبّت کرنے کا ارشاد فرمایا، جس کا تعلق ان کے ساتھ ہو۔

قُل لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى۔

(الشوریٰ)

کہہ دیجئے کہ میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا بجز محبّتِ قرابت کے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے۔

"قیامت میں چار آدمیوں کی شفاعت کروں گا۔ اگرچہ وہ دُنیا بھر کے گناہ لے کر آئیں میری اولاد کی عزت کرنے والا، ان کی حاجتیں پوری کرنے والا ان کے معاملات کی تکمیل کے لیے سعی کرنے والا، اور دل اور زبان سے اُن سے محبت کرنے والا۔

(صواعقِ محرقہ)

ایک حدیثِ شریفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

احبونی لحب اللہ و احبوا اھل بیتی لحبی

(ترمذی)

خدا کی محبت کی بناء پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہلبیت سے محبت کرو۔

بیہقی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد لی حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذوی قرابتی۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ میری محبت کے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا اور مجھ سے کوئی محبت نہیں کرسکتا یہاں تک کہ میرے رشتہ داروں سے محبت کرے۔

اسی ضرورتِ محبت کی طرف امام شافعیؒ نے یوں ارشاد فرمایا۔

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم

فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ خانہ! تمہاری محبت قرآنِ مجید کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہے۔

حضورؐ کی اہل بیت اطہار کے علاوہ آپکے اصحاب سے محبت کرنا بھی لازم ہے ترمذی شریف کی حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ

Marfat.com

کی محبّت کو اپنی محبّت قرار دیا اور ان سے بغض کو اپنے ساتھ بغض قرار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو دیکھو کہ وہ میرے اصحاب کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے تو کہو کہ اللہ تمہاری شر پر لعنت کرے۔

یہ نسبتی تعلق ہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے عرب اور عام عربوں سے بھی محبت کرنے کا ارشاد فرمادیا۔

احبوا العرب لثلث لانی عربی والقرآن عربی و کلام اهل الجنة عربی

(مشکوٰۃ)

"عرب سے تین وجوہات کی بنا پر محبت کرو۔ اس لئے کہ میں عربی ہوں۔ قرآن عربی میں ہے اور اہلِ جنّت کی زبان بھی عربی ہوگی"۔

یہ نسبت ہی کی محبّت تھی کہ حضرت ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر مبارک پر ہاتھ رکھتے اور پھر چہرے پر مل لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپؐ کے بالوں اور ناخن مبارک کو سنبھالتے اور قبر میں ساتھ دفنانے کی وصیت بھی کر دیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ نسبتوں کی محبّت کا دائرہ جب وسیع ہوتا ہے تو محبّ کو ہر چیز میں محبوب ہی کا نور نظر آتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز اسے جمالِ محبوب کی خبر دینے لگ جاتی ہے۔ طلب اور جستجو کا یہی وہ راستہ ہے۔ اور فکر و تدبر کے یہی وہ دھارے ہیں، جن پر کوئی وارفتگی کے ساتھ "لا موجود الا اللّٰہ" کا نعرہ لگا دیتا ہے۔ اور کوئی اس حقیقت کا اظہار "لا مطلوب الا اللّٰہ کی صورت میں کرتا ہے۔ اور طالب کا وجود اس مقام پر آفتاب کی مثل ہو جاتا ہے کہ خود جلتا ہے اور دوسروں کو روشنی مہیا کرتا ہے۔ مومن کے لئے یہ مقام دعوت کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کا ظاہر و باطن جب خدا اور حُبّ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم میں مستغرق ہوتا ہے تو خود جلتا ہے اور انسانیت اُس سے فائدہ اٹھاتی ہے۔

Marfat.com

محبت! جس میں رقابت نہیں

رقابت محبت کے مزاج میں داخل ہے۔ محب اور عاشق ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اُس کا محبوب اپنی توجہ سے کسی اور کو نوازے یا اُس سے ربط و نسبت رکھے۔ لیکن یہ صورت حال صرف عشق مجازی میں ہوتی ہے چونکہ محبوب کا حسن یہ اہلیت نہیں رکھتا کہ وہ بیک وقت بہت سے چاہنے والوں کو اپنے فیضانِ نور و حسن سے مستفیض کر سکے۔ اور اس کے ہمہ جہتی اور بھرپور صفات سے خالی ہونے کی وجہ سے اس کا طالب ہمیشہ تشنہ رہتا ہے۔ اور طالب کی یہ تشنگی اپنے محبوب کو جب غیر سے آشنا دیکھتی ہے تو رقابت کا احساس اُس میں بڑھنے لگ جاتا ہے۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ اُن کے سینے جذبۂ رقابت سے خالی ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں ہر چاہنے والا اپنے محبوب و مطلوب ہی کی وجہ سے ہر دوسرے چاہنے والے سے محبت کرتا ہے۔ اسے چاہتا ہے۔ اور اسے اپنا ہم راز تصور کرتا ہے۔ اور یادِ محبوب ہی کے حوالے سے کسی شخص سے دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔

کتنی قومیتیں وجود میں آئیں ‏ دہر میں خشک و تر کے رشتے سے
ہم نے بنیادِ دوستی رکھی ‏ یادِ خیر البشر کے رشتے سے

یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ محبوب سے جدائی کا احساس محب کو نہیں ہوتا۔ اور وہ ہر وقت یہ سمجھنے سے قاصر نہیں ہوتا کہ اُس کا محبوب اُس کے ساتھ ہے۔ آنکھ خدا سے لگ جائے تو وہ محبت کی زبان میں چاہنے والوں سے ارشاد فرماتا ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد

ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں

اور بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ہو تو پھر بھی ارشاد ہے۔

Marfat.com

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ

نبی کو مومن اپنی جان سے بھی زیادہ قریب سمجھتے ہیں

محبت اور سعی و عمل

ایسی محبت جو محبوب کے منشور سے ہٹا دے، محبت نہیں دیوانگی ہے۔ اور اسلام مجنون سازی اور دیوانہ آفرینی کا قائل نہیں۔ اُسے ایسے پاک باز بندوں کی ضرورت ہے جن کے دِلوں میں محض خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو اور وہ اپنے عزم اور ہمت سے رسولوں کے محبوب موضوع "فلاح انسانیت" کے لئے مرمٹنا جانتے ہوں۔

قرآن مجید میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا کہ:۔

اگر تمہیں مال و ابناء، اور ازدواج و مساکن، خدا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور "جہاد فی سبیلہٖ" سے زیادہ محبوب ہیں تو تمہیں اللہ کے حکم یعنی عذاب کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ﰳ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

آیتِ مذکورہ میں مومن کی محبت کا ایک تیسرا میدان بتایا گیا کہ اُسے اللہ کی راہ میں "جہاد" سے محبت ہوتی ہے۔ جہاد کیا ہے؟ اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو خدا کی راہ میں حق کی سربلندی کے لئے وقف کر دینا اور دیکھا جائے تو خدا تعالیٰ نے ہمیں اسی مقصد کے لئے خرید لیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ ط

Marfat.com

"بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں خرید لی ہیں"

محبت حقیقی اور مجازی کا یہی فرق ہے کہ ایک محبوب کے دھیان میں غرق کر کے نکما بناتی ہے اور دوسری جمالِ محبوب کا آئینہ دکھا کر گوشہ گیری نہیں بلکہ جہان گیری پر اکساتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مومن اُس مُرغ کی طرح نہیں رہتا جس کے لئے گرمیوں کے موسم میں دوپہر کے وقت سر اٹھانا بھی مشکل ہوتا ہو۔ بلکہ وہ اپنے شب و روز اور لیل و نہار اپنے محبوب کی رضا اور خوشنودی کے لئے محنت و مشقت میں اس طرح کھپاتا ہے کہ منزل خود جھک کر اس کا استقبال کرتی ہے۔ قرآنی زبان میں اسے یوں کہا جاسکتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط

جن لوگوں نے ہمارے لئے مشقت اٹھائی، انہیں ہم اپنی راہوں پر ضرور پہنچاتے ہیں۔

اور اقبال نے بھی:-

ع خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

کے الفاظ سے اسی معنوی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وہ لوگ جو محنت و مشقت اور سعی و عمل سے بیگانہ ہو جائیں، وہ خیر و فلاح کو پانے والے کبھی نہیں بن سکتے۔ فارسی کا محاورہ ہے۔" جوئیندہ یابندہ" اور ربِّ قدوس نے فرمایا۔

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ٥

"یعنی انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اُس نے کوشش کی"۔

مسلمان کے ہاں محبت کا یہی وہ آتشیں مفہوم ہے، جہاں زمانۂ نو کی نازکیوں اور مستیوں کے پر جلتے ہیں۔ بندۂ خدا اور گرفتارِ حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم زندگی کے صحرائیں خاک چھانتا ہے۔ لیکن سسکتی انسانیت اور مظلوم آدمیت کے لئے بہاروں

Marfat.com

کا اہتمام کرتا ہے۔

حبِ خدا اور حبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ ہماری ذہنیتیں بازاری ہو جائیں اور ہماری ارواح کا قبلہ زر و دینار ہو کر رہ جائے۔ کھوکھلے نعرے تو ہماری زندگی میں ہوں۔ لیکن حالات کی زلزلہ سامانیوں کا مقابلہ نہ ہو سکے۔

ایک بار محبت اور مشقت، محنت اور جہد، تلاش اور جستجو کا سفر ہمیں شروع کرنا ہو گا۔ ہماری ملی اور دینی زندگی کی بساط پر پڑے ہوئے چاک اس اہتمام کے بغیر رفو نہیں کئے جا سکتے۔

ارشاد ربِ قدوس ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران : ۲۰۰)

"اے ایمان والو! ثابت قدم رہو۔ مقابلے میں مضبوطی دکھاؤ، کام میں ہر وقت لگے رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اسی طرح تم فلاح کو پہنچ سکتے ہو۔

اقبال نے فرمایا۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے، رہروِ منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے جوہر قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گِل ہی نہیں
کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دُنیا بھی نئی دیتے ہیں

عشق کی عطائیں

نورِ خدا کے متلاشی اور فیضان نبی کے طالب کو بارگاہِ رب سے جو عظیم ترین عطیہ

Marfat.com

ملتا ہے۔ وہ خودی یا طبعٔ بے نیاز ہے۔ خدا کا چاہنے والا کائنات سے روٹھتا ہے اور اپنے عشق کے شعلۂ نار سے جہاں کو خس و خاشاک سمجھتے ہوئے جلا کر رکھ دیتا ہے۔ وہ "الا اللہ" کی منزل کے لئے صبا و مسا "لا الٰہ" کا ورد کر کے دُنیا کی ایک ایک چیز پر نظرِ حقارت ڈالتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں اُس کا دوست مطلوب اور مقصود اُسے قرب کا وہ درجہ عطا کرتا ہے، جہاں وہ خود محوِ تکلم نہیں ہوتا، بلکہ دوست ہی کہتا ہے۔

کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ
التی یبطش بھا و رجلہ التی یمشی بھا۔ (بخاری)

اور مشکوٰۃ نے اس پر اضافہ کیا۔

و فؤادہ الذی یعقل بہ و لسانہ الذی یتکلم بہ۔

میں اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کے قدم ہوتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

لوہا آگ میں پڑ جانے سے سُرخ ہو جائے تو آگ نہیں ہوتا بلکہ ٹھنڈا ہونے پر پھر لوہا ہی رہتا ہے۔ انسان اس مقامِ قرب پر خدا تو نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس کا تصور کیا جا سکتا ہے، لیکن وصل کی یہی وہ مبارک لطافتیں ہیں، جہاں عشّاق انا الحق یا لیس فی جبتی سوی اللہ کے نعرے لگا دیتے ہیں اور یہی وہ مرتبۂ خودی یا بے نیازی ہے۔ جہاں مومن اپنی گدڑی جھاڑ کر دُنیا و مافیہا کو الگ پھینک دیتا ہے۔ لیکن کائنات دھول بن کر اس کے قدم چومنے کے لئے بیتاب بن جاتی ہے۔

زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک

Marfat.com

جہاں تمام ہے میراث، مردِ مومن کی
میرے کلام پر حجّت ہے نکتہ لولاک

اہلِ محبت کے ہاں حدّتِ حُب جب بڑھتی ہے۔ اور شدّتِ عشق میں جب اضافہ ہوتا ہے۔ تو بے اختیار زبان پر محبوب کا نام بار بار آنے لگ جاتا ہے اور یہ بے تاب صدائیں اور بے چین کلمات، تھرکتی تمنائیں اور تڑپتی آرزوئیں کوچۂ محبوب کی طرف بڑھتی ہیں تو دوست تسلّی دیتا ہے۔ کبھی یوں کہ :۔

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ

تم مجھے یاد کرو۔ میں بھی تمہیں یاد کرتا ہوں

اور کبھی یوں کہ :۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

"جن لوگوں نے ہمارے لئے محنت اٹھائی انہیں ہم اپنی راہوں پر ضرور پہنچاتے ہیں۔"

اور پھر یہی نہیں بلکہ دوست محبت کے ناطے یوں بھی فرما دیتا ہے۔

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (الترغیب)

"جس نے میرے دوست سے عداوت رکھی تو میں
اُسے جنگ کے لئے پکارتا ہوں۔"

دوست دوست سے اگر کچھ طلب کرے تو وہ یہ اعلان بھی فرما دیتا ہے۔

لَئِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ،

اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور عطا کروں گا۔

نورِ خدا میں محبوبیّت اور مطلوبیّت کی وہ تاثیر ہے کہ اگر اس کی جھلک طالب پر پڑ جائے تو وہ محبوبیّت اور مطلوبیّت کے آثار کا حامل بن جاتا ہے۔

Marfat.com

بخاری شریف کی روایت ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبرائیل فقال انی احب فلانا فاحبہ فیحبہ جبریل ثم ینادی فی اھل السماء فیقال ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض۔

"جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اُسے چاہ۔ جبریل اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اہل سما میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو فلاں شخص محبوب ہے۔ تم سب بھی اس سے محبت رکھو۔ پھر اس بندے کے لئے زمین میں ہر دلعزیزی پیدا کر دی جاتی ہے۔"

جہاں تک اُخروی ثمرہ کا تعلق ہے، تو اس کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قیامت کب قائم ہوگی۔ آپ نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے؟ اعرابی عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہ تو نمازوں اور روزوں کی کثرت ہے۔ نہ ہی صدقہ وخیرات کا ذخیرہ ہے، بجز اس کے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

المرء مع من احب

"جس کو کوئی چاہے گا۔ اُسی کے ساتھ رہے گا"

گویا یہ محبت ہی ہے، جس سے معیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم نعمت حاصل کی جاسکتی ہے۔ محبتِ خدا جہاں قربِ محبوب کا وسیلہ ہے وہاں اسے اچھے خصائل،

Marfat.com

اعلیٰ اخلاق اور ارفع اقدار کی حیثیت بھی حاصل ہے. وہ شخص جو اپنے سینے میں سے غیراللہ کی محبت نکال پھینکتا ہے۔ اس کا کردار بود و باش کے لحاظ سے لائق تقلید ہوتا ہے۔ یہ محبت ہی ہے، جو اسے رحمت و رافت کا مجسمہ بنا دیتی ہے۔ اور حلم و بردباری جیسے اچھے خصائل اس میں پیدا کرتی ہے۔ اور قناعت جیسی عظیم دولت بھی وہ خدا تعلقی سے ہی حاصل کر سکتا ہے۔

ثمراتِ محبت کا خلاصہ علامہ مصطفیٰ محمد عمار کے الفاظ میں اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

ا حلاوتِ ایمان محبت سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

ب شدائدِ قیامت پر محبت ہی کی وجہ سے رحمت کا سہارا نصیب ہوگا۔

ج محبت سے قربِ باری میسر آتا ہے اور یہ سکون و سرور کی اصل بنیاد ہے۔

د محبت ہی کی وجہ سے اہلِ جنت کے درجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ہ حسنِ سلوک، صحبتِ نافعہ، سیرتِ طیبہ، نیت صالحہ اور عیش سعیدہ کی بنیاد محبت ہی ہے۔

و محبت اکمالِ دین کا ذریعہ ہے۔

ز امراض روحانی سے بچنے کے لئے محبتِ خدا ڈھال کا کام دیتی ہے۔

ح محبت ہی سے "حشر مع الصالحین" ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔

ط اعمال کی قبولیت اخلاص سے ہے، اور اخلاص محبت ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ی "حب فی اللہ" معاشرتی تعلقات مضبوط کرنے کی اصل اساس ہے۔

ک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر مضبوطی اور کتاب اللہ سے تمسک محبت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

ل نیکیوں کی توفیق کا ذریعہ محبت ہی ہے۔

Marfat.com

محبت سے ایمان کا مضبوط حلقہ "عُروۃ الوثقی" نصیب آتا ہے، جو نجات کا ضامن ہے۔

عشق مجازی اور اس کے فسادات

محبت کی وہ قسم جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ہو۔ یا ان کے لئے ہو۔ وہ محمود ہے۔ اس کے علاوہ رنگ و شکل کا غلام اور طالب بن جانا مذموم ہے۔ اور اسی کا نام عشقِ مجازی یا عشقِ حیوانی رکھا گیا ہے۔ اس کا مبدا شہوتِ نفس ہوتا ہے۔ حضرت نظامیؒ اسے بازیچہ شہوت و جوانی سے تعبیر کرتے تھے۔ مولانا رومی نے بھی اسی کی مذمت میں فرمایا۔

عشق نبود ایں کہ در مردم بود
ایں فساد خوردن گندم بود

حکماء نے اس محبت کا تجزیہ کرنے کے بعد لکھا کہ "العشق مرض سوداوی" (عشق ایک سوداوی مرض ہے) ایک عارف نے تو یہاں تک مشورہ دیا کہ:

وعش فالحب اولہ عناء و اوسطہ سقم و اٰخرہ قتل

زندگی اس طرح گزار کہ دل محبت سے خالی ہو۔ اس لئے کہ اس کا آغاز رنج اور درمیان بیماری اور آخر ہلاکت ہوتی ہے۔

غالبؔ نے بھی شاید اس کی حقیقت سمجھنے کے بعد ہی کہا تھا۔

ع کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مجاز ہی سے حقیقت کا حصول ہوتا ہے۔ دراصل یہ تو اُس شخص کا حال ہے، جس کی نظر ہر چیز میں خدا ہی کا جمال دیکھنے کے لئے اٹھتی ہے۔ اس کا اوّل و آخر سب حقیقت ہی ہوتا ہے۔ اس کی چاہت و طلب کو مجاز کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

Marfat.com

صورت چاہی اور رنگ پرستی کے بہت سے فسادات علمائے نفسیات نے لکھے ہیں جنہیں تفصیل کے ساتھ ابن قیم نے "الجواب الکافی" میں لکھا اور اس کا خلاصہ ڈاکٹر میر ولی الدین نے "رموز عشق" میں تحریر کیا۔

اختصار کے ساتھ عشق مجازی کے چند فسادات لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ انسان خالق کی محبّت چھوڑ کر مخلوق کا غلام بن جاتا ہے۔ یہ بذاتِ خود اس عشق کا بہت بڑا نقصان ہے۔

۲۔ اس عشق سے طالب کا دِل عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا اُخروی نتیجہ بھی بہتر نہیں ہوتا۔

۳۔ دِل پراگندہ ہو جانے کی وجہ سے بہت سارے دینی احکام رہ جاتے ہیں۔ اور انسان نفس پرستی کا شکار ہو جاتا ہے۔

۴۔ بہت ساری آفات و بلیات اسی محبّت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ دیوانگی، پریشاں خیالی بعض اوقات معاشی استیصال۔

۵۔ انسانی ذہن شیطانی خیالات کا کارخانہ بن جاتا ہے۔

۶۔ فکر و تدبر کی قوتیں شل ہو جاتی ہیں۔

۷۔ معاشرتی زندگی فساد کی نذر ہو جاتی ہے۔ اور بہت سارے لوگوں کے حقوق تلف ہونے لگ جاتے ہیں۔

۸۔ چین اور سکون نام کی کوئی چیز ایسے عاشق کے پاس نہیں ہوتی۔

شعلۂ عشق ہو پیدا کہاں سے

محبّت اور عشق باقی صفات و عطیات کی طرح خداوند قدّوس کی عطا و عنایت ہی کے محتاج ہوتے ہیں۔

Marfat.com

وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ

اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

لیکن کائنات کی دوسری اشیاء میں جس طرح علّت و قانون اور سبب و وسیلہ کو دخل حاصل ہے۔ اسی طرح محبت اور عشق بھی بعض وسائل و ذرائع اختیار کرنے سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑا ذریعہ اور کارگر نسخہ تو خدا کے دروازے پر سوال کرنا ہے۔ دعا ہی وہ عظیم عبادت ہے جس سے انسان ساری کائنات یہاں تک کہ اپنے وجود کی بھی نفی کر دیتا ہے اور عجز و انکساری کا مجسمہ بن کر خدا سے امیدیں وابستہ کر لیتا ہے۔ اُسی کو اپنا داتا اور حاجت روا تسلیم کر لیتا ہے۔ ادھر اس کی طلب بڑھتی جاتی ہے۔ اُدھر توفیق سہارا بنتی جاتی ہے۔ اور طلب اور توفیق جس زاویے پر مل جاتے ہیں۔ اہل محبت اُسی کو حُبّ و عشق سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محبِّ اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس پاک جذبے میں اضافے کی دُعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ وَاجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔

"اے اللہ! مجھے اپنی محبت اور اس کی محبت عطا کر جو تجھے چاہتا ہے۔ اور اس کی محبت عطا کر جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ اے اللہ! اپنی محبت کو مجھے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔

اور یہ دُعا بھی فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ فِیْ حُبِّکَ۔ (ترمذی شریف)

"الٰہی مجھے اپنی محبت عطا کر اور اُس کی محبت جو تیری محبت میں مجھے نفع دے"

Marfat.com

حضرت محبوب الٰہیؒ اپنے مریدین کو یہ دُعا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

اللھم انی اسئلك حبك و حب من یحبك والعمل الذی یؤدی الیٰ حبك اللھم اجعل حبك احب الی من نفسی و اھلی و من الماء البارد۔

"اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت اور اس کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہو۔ اور وہ عمل چاہتا ہوں جو تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی محبت کو مجھے میری جان، اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔"

اگر متواتر یہ دُعا بطور ورد اور طلب کے پڑھی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے محبوب کی محبت عطا فرمائے گا۔ اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت قرآن اور سنت مطہرہ پر استحکام بخشے گا۔

حصولِ محبت کا یہی وہ برق اثر طریقہ ہے۔ جس سے ایک شخص حامل محبت ہی نہیں رہتا بلکہ محبت آفرین بھی بن جاتا ہے۔ اس کی شخصیت ایک ایسی مقناطیسیت کی حامل ہو جاتی ہے جس پر لوگ پروانہ وار اپنی جانیں نثار کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ ہر آنے والے کو مطلوب حقیقی ہی کا راستہ بتاتا رہتا ہے۔

جس طرح لوہے میں مقناطیسیت پیدا کرنے کے لئے اُسے مقناطیس کے ساتھ رگڑنا پڑتا ہے۔ بعینہٖ کاملین کی مجلس اور صحبت بھی انسان کے سینے میں محبت اور عشق پیدا کرتی ہے اور اسی حقیقت کی طرف پروردگار عالم نے قرآنِ حکیم میں یوں اشارہ فرمایا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (المائدہ : ۳۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اُس تک پہنچنے کا وسیلہ ڈھونڈو۔ اور اس

Marfat.com

کی راہ میں محنت اٹھاؤ تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

آیتِ مذکورہ میں "وسیلہ" سے مراد توسّل کاملین ہے۔ اولیاء اللہ اپنی توجّہ کامل سے قلوب کے زنگ دور کرتے ہیں۔ اور انہیں نورِ خدا کے وسیلہ سے ایسے پاک صاف بنا دیتے ہیں کہ اُن میں حُبّ وعشق کا تخم پھلنا اور پھولنا شروع کر دیتا ہے اور سینے محبتِ الٰہی کی آماجگاہ بن جاتے ہیں۔

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے
اسی سے ریشۂ معنیٰ میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسّر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اور اسی حقیقت کو مولانا رومیؒ نے یوں بیان فرمایا:۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچہ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو

ہمارے زمانے میں تساہل پسند روحیں اکثر یہ شکوہ کرتے سنی گئی ہیں کہ جی ہمارے دور میں ایسے کاملین ہیں ہی کہاں جن کی نگاہ میں وہ اثر ہو کہ تقدیر کا پانسا پلٹ جائے۔ اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ لوگوں کا معیار ولایت یا کاملیّت یا تو اس قدر گھٹیا ہے کہ وہ برسوں برس جوگیوں کی سیوا کرتے رہتے ہیں یا اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ اُن کے لئے خواجہ غریب نوازؒ داتا علی ہجویری اور مجدد الف ثانیؒ سے کم درجے کا ولی قابلِ قبول اور لائق اعتنا ہے ہی نہیں۔ اور کتنے ہی لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی نظریں ایسے آستانوں پہ لگائے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

جن کے والدین تو کبھی نورِ خدا کے امین تھے لیکن اُن کے اپنے دامن شریعت سے بھی خالی ہیں ظاہر ہے ان جہات پر سفر کرنے والوں کو جب مایوسی لاحق ہوتی ہے تو وہ سرے ہی سے نگاہی اثر سے انکار کر دیتے ہیں اور ان کا خاتمہ بھی اسی یاس و قنوطیت کے عالم میں ہو جاتا ہے۔

وہ لوگ جو محبّت اور عشق کے طالب حقیقی ہیں۔ انھیں جھونپڑوں پر بھی نظر کرنی چاہیئے اور اپنے ماحول کا تیز نگاہی سے جائزہ لینا چاہیئے۔ کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی اللہ والا نورِ دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تقسیم میں نہ لگا ہوا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ یرقان کے مریض کو ہر چیز زرد ہی دکھائی دیتی ہے۔ لوگوں کی طلب کا ظرف اس قدر گندہ ہو چکا ہے کہ انہیں خیر کا احساس ہی نہیں ہونے پاتا۔ یہاں تک کہ پیغامِ اجل زندگی کے مضراب سے اٹھنے والے نغموں کو خاموش کر دیتا ہے۔

وسیلۂ مرشد کے علاوہ صالحین اور ابرار کے ساتھ نشست و برخاست بھی محبّت افروزی اور عشق آفرینی میں ممد اور معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالع ترا طالع کند

اگر عطّار کے پاس جایا جائے تو عطر میسّر نہ بھی ہو تو خوشبو ضرور آ جاتی ہے۔ اہلِ محبّت کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے سے قلوب محبّت کی مہک ضرور محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔

توجّہ، مجلس اور دعا و زاری، جس طرح محبّت اور عشق عطا کرتے ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اتباع اور صالحین کی اطاعت بھی عشق آفرینی کا ایک کارگر نسخہ ہے۔ یہ ایسے ہی ہے، جس طرح لوہے میں آپ مقناطیسیت پیدا کرنا چاہیں تو اسے مقناطیس سے رگڑیں گے۔ اس فعل سے خود بخود لوہے میں مقناطیس والی تاثیر آ جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنتوں پر متواتر عمل جاری رکھا جائے تو شاید پہلے پہل یہ معاملہ

Marfat.com

طبع پر تھوڑا ثقیل واقع ہو لیکن مرورِ وقت کے ساتھ ساتھ مزاج کھُلنے گا اور اس میں مطلوب تک رسائی کا جذبہ ارتقائی منزلیں طے کرنے لگ جائے گا اور دل کی دھڑکنیں محبوب ہی کے لئے وقف ہو کر رہ جائیں گی۔

اس کے علاوہ ذکر، تلاوت اور درود شریف کی کثرت کو معمول بنایا جائے اور کوشش کی جائے کہ ایمان علی وجہ البصیرت حاصل ہو جائے۔ اور ظاہر ہے یہ غور و فکر اور تدبّر و تعقل سے حاصل ہو گا۔ عقل کے راستے عشق کا حصول اگرچہ مشکل، دشوار گزار، پُر خطر ہوتا ہے۔ لیکن ٹھہراؤ استقامت اور دلجمعی اسی سے حاصل ہوتی ہے۔

حصولِ عشق کے مذکورہ بالا وسائل کے علاوہ چند مشاہداتی تدابیر بھی اس ضمن میں مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

ا اچھے مقاصد کے لئے سفر کیا جائے اور دورانِ سفر رضائے خدا اور خوشنودیٔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے۔

ب مجالس ذکر کا اہتمام کیا جائے۔

ج حلال خوری پر لزوم برتا جائے۔

د اہل محبت کی سوانح حیات کا مطالعہ کیا جائے۔ اور اُن کی جدّ و جہد کو مشعل راہ بنا کر کام کا آغاز کیا جائے۔

ہ کائنات میں اس طرح غور و فکر کیا جائے کہ صانع پر یقین میسر آجائے۔ یہی ایقان ایک دن عشق میں بدل جائے گا۔

و صوفی شعراء کا کلام پڑھا جائے۔

ز پاکیزہ کتب اور رسائل کو زیر مطالعہ رکھا جائے۔

ح قرآن فہمی کا ایک باقاعدہ پروگرام وضع کر کے عمل شروع کر دیا جائے۔

ط مسنون اور ماثورہ ادعیہ کا وظیفہ اور ورد کیا جائے۔

Marfat.com

ر عبرت کے لئے آثارِ قدیمہ اور پرانی آبادیوں کے کھنڈرات دیکھے جائیں۔

ش کبھی کبھار شب بیداری کا اہتمام کر لیا جائے۔

ت حرمین شریفین کی حاضری کی تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

ث رمضان شریف میں اعتکاف کا اہتمام کیا جائے۔

ی نعتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت بار بار پڑھی جائے اور ہو سکے تو محافل نعت کا اہتمام کر کے خشوع وخضوع سے ان کا سماع کیا جائے۔ لیکن غیر شرعی حرکات سے باز رہنا از حد لازمی ہے۔

ک تہجد کی نماز کا اہتمام کیا جائے۔ اور اُس وقت خلوصِ دل سے دُعا کی جائے۔

ل دوست احباب سے رضائے خدا کی خاطر ملاقات کی جائے۔

م کم از کم ہر روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف پڑھ لی جائے اور کوشش کی جائے کہ اسے آگے بھی کسی تک پہنچا دیا جائے۔ خصوصاً احادیثِ فضائل پڑھی جائیں۔

ن موت کو کثرت سے یاد کیا جائے۔ اور اپنے محاسبے کو عادت بنا لینا چاہیئے۔

س بزرگ اور سن رسیدہ مسلمانوں سے ملاقات کر کے زندگی کی حقیقت کی کھوج لگائی جائے۔

ع صالح علماء اور راسخ فقہائے دین کے ملفوظات کو متاعِ حیات تصور کیا جائے۔

ف بحث وتمحیص میں الجھنے سے گریز کی جائے اور دعوتِ ذکر وفکر کے علاوہ چپ رہنے کی عادت ڈالی جائے۔

ص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ہر دم اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہیئے۔

Marfat.com

حُبّ و عشق

اور

حکماء و عارفین کے اقوال

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

من ذاق من خالص محبۃ اللہ تعالیٰ شخلہ ذٰلک عن طلب الدنیا و اوحشاہ عن جمیع البشر۔

"جس نے خدا کی خالص محبت کا ذائقہ چکھا، وہ دنیا کی طلب سے باز رہا۔ اور سارے آدمیوں سے وحشت کرنے لگا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عشق عذاب کی ایک قسم ہے۔ اور کوئی عقل مند اس کو اپنے اوپر مسلط کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

نوٹ:۔ حضرت فاروق اعظم کا یہ قول عشق مجازی سے متعلق ہے۔ جہاں تک عشق حقیقی کا تعلق ہے، تو آپ کی کیفیت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں بیان ہو چکی ہے۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ

لا یبلغ احدکم حقیقۃ الایمان حتی یحب ابعد الخلق منہ فی اللہ و یبغض اقرب الخلق منہ فی اللہ و من تعلق قلبہ بحب الدنیا

Marfat.com

تعلق من ضرب ھا۔

"تم میں کوئی ایک اس وقت تک حقیقتِ ایمان حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ دور ترین مخلوق سے بھی اللہ کے لئے محبت نہ کرے اور قریب ترین خلق سے اللہ کے لئے بغض (ضرورتاً) نہ رکھ سکے۔ اور ایسا شخص جس کا دل دنیا کی محبت میں پھنس گیا۔ اس نے اس کی مضرتوں کو پالیا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے کثیر کو قلیل جاننا اور محبوب کے قلیل کو کثیر سمجھنا محبت ہے۔

حضرت جنید بغدادی

عشق محبتِ سرمدی کا دوسرا نام ہے۔

حضرت شبلی

حضرت شبلی سے کسی نے محب اور عارف کی تعریف پوچھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔
"عارف اگر بات کرے تو ہلاک ہو۔ اور محبت والا اگر چپ رہے تو ہلاک ہو۔"
اور پھر پڑھا۔

یا ایھا السید الکریم
حبك بین الحشا مقیم
یا رافع النوم عن جفونی
انت بما مر بی علیم

میرے کریم آقا تیری محبت میرے سینے میں مقیم ہے۔ اور اے میری آنکھوں سے نیند دور کرنے والے مجھ پہ گزرنے والے احوال سے تو خوب واقف ہے۔

Marfat.com

حضرت سری سقطیؒ

جس نے خدا سے محبّت کی وہ زندہ ہوا اور جس نے دُنیا کو چاہا وہ محروم ہوا۔

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی فرمانبرداری کا نام محبت ہے۔

تمیمی

عشق نہ اختیار میں ہوتا ہے اور نہ یہ خواہش سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی مہلک بیماریوں میں گرفتار ہو جائے۔

ابو وائل

محبت اگر دیوانگی کی انتہا نہیں تو جادو کا نچوڑ ضرور ہے۔

یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ

ایک رائی کے برابر محبت اُس ستّر برس کی عبادت سے بہتر ہے جس میں محبت اور چاہت کی آمیزش نہ ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سلوک کے مقامات میں بلند ترین درجہ محبت اور عشق کا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اہلِ ایمان کے دلوں کی زندگی اور روحوں کی غذا

Marfat.com

محبت ہے۔ احوال میں محبّت سے بڑھ کر کسی اور چیز کا مقام نہیں۔

شیخ شرف الدّین منیریؒ

حدیثِ محبت تینوں زمانوں پر محیط ہے۔ اوّل و آخر و درمیان اسی کا دور دورہ ہے۔ محقّقین نے کہا ہے کہ یہ عالم اور وہ عالم سب طلب کے لئے ہیں۔

عرب کی ایک خاتون

مسکین عاشق، ہر چیز اس کی دشمن ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں اس کو بے چین کرتی ہیں۔ بجلی کی چمک اس کی نیند اڑا دیتی ہے۔ آثارِ دیار اس کے قلب میں آگ بھڑکا دیتے ہیں۔ لوگوں کی ملامت اس کو ایذا پہنچاتی ہے۔ اور یادِ محبُوب اس کو بیمار کردیتی ہے۔

(کشکول)

ارسطو

محبوب کے عیوب سے اندھا ہونے کا نام عشق ہے۔

بقراط

کسی کے ملنے کے خیال پر خوش ہونا اور شوق کا حرکت میں آجانا عشق کہلاتا ہے۔

ابن خلکان

عشق موت کا ایک گھونٹ ہے۔

فارابی

عشق سب سے بڑا رنج ہے۔

Marfat.com

جالینوس

محبت روح کا ایک فعل ہے۔ (خلاصۂ کشکول)

حضرت شیخ ابوبکر

محبت آگ کا ایک پیالہ ہے۔ جب حواس کے اندر قرار پکڑے تو خوب بھڑکتا ہے اور نفوس میں قائم ہو تو فنا کر دیتا ہے۔ (رموز عشق)

مولانا مسعود چشتی نظامی

عشق جب دل میں پہنچے تو خون کر دیتا ہے۔ اور آنکھوں میں جائے تو جیحون کر دیتا ہے اور جان میں پہنچے تو خاک بنا کر رکھ دیتا ہے۔ عشق ایک جنون کا نام ہے۔

ذوقی

محبت ایک کشش مقناطیسی ہے جو کسی کو کسی کی جانب کھینچتی ہے۔ کسی میں حسن و خوبی کی ایک جھلک کا دیکھ لینا اور اس کی جانب طبیعت کا مائل ہو جانا، دل میں اس کی رغبت اس کا شوق، اس کی طلب و تمنا اور اس کے لئے بے چینی کا پیدا ہو جانا، اُسی کے خیال میں شب و روز رہنا، اُسی کی طلب میں تن من دھن سے منہمک ہونا۔ اس کے فراق سے ایذا پانا اس کے وصال سے سیر نہ ہونا۔ اس کے خیال میں اپنا خیال، اس کی رضا میں اپنی رضا، اور اس کی ہستی میں اپنی ہستی کو گم کر دینا یہ سب عشق و محبت کے کرشمے ہیں۔ (سر دلبراں)

عشق و محبت پر صوفیا اور شعرا، حکماء اور عارفین کے بے شمار اقوال ملتے ہیں خصوصاً مولانا رومؒ، جامیؒ اور اقبال کا فلسفہ محبت لائق مطالعہ ہے۔ چونکہ اس موضوع پر علیحدہ کام

Marfat.com

کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہاں طوالت کے خوف سے جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اے یوم جزا کے مالک! اے محبوب کائنات اور اے رحیم و کریم آقا! کانپتے ہونٹوں، لرزتے قلم اور شکستہ دل کی دعا کو شرف قبولیت بخش دے۔

مولا! اپنی عنایت و عطا ہی سے ہمیں اپنی محبت اور اپنے حبیب کی محبت عطا فرما دے۔ اور ہمارے گناہوں پر رحمت کی چادر ڈال دے۔ اور ہماری لغزشیں معاف فرما دے۔

آقا! تیرے حبیب کے الفاظ میں ہماری بھی تمنا یہی ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَ حُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ

اِلٰی حُبِّكَ وَ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ

اِلَیَّ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ

اٰمِیْن

اللھم صل علی سیدنا و نبینا و حبیبنا و شفیعنا محمد و بارك و سلم علیہ و علیٰ اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔

Marfat.com

بنیادی عقیدہ

- اللہ ہمارا رب ہے۔ اور منزہ عن العیوب ہے۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور معصوم عن الخطاء ہیں۔
- قرآن مجید خدا کی کتاب، ہمارا ضابطۂ حیات اور بے عیب کلام ہے۔

انسان خطاؤں اور لغزشوں کا پتلا ہے۔ اس حیثیت سے بہرحال یہ امکان رہتا ہے کہ وہ لکھتے ہوئے پھسل جائے۔ —— دوران مطالعہ اگر آپ اشارۃً یا صراحۃً کسی بھی انداز میں ہمارے درج بالا بنیادی عقیدہ کو مجروح ہوتا ہوا پائیں، تو اس کو ہماری ذاتی کمزوری متصور کرتے ہوئے قلم زد کر دیجئے —— ہم اپنی عزت، مقام اور جھوٹی انا کے مقابلہ میں ایمان کو بہر صورت ترجیح دیتے ہیں۔

Marfat.com

تقدیم

از پروفیسر سید ذاکر حسین شاہ چشتی سیالوی
ایم اے۔ (اردو، عربی فلسفہ، اسلامیات) فاضلِ درسِ نظامی۔

○

عشق کے متعلق کتنا عمدہ ارشاد ہے کہ

العشق نار یحرق ماسوی اللہ

یہ وہ حقیقت کی آگ ہے جو ماسوی کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہے۔

اور کبھی اس کی پہنائیاں کسی اور دُنیا تک بھی پہنچ جاتی ہیں۔ اور شاعرِ اسلامؒ یوں نغمہ سنج ہوتے ہیں۔

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں
غُلغلہ ہائے الاماں بُت کدۂ صفات میں

اس کی ہمہ گیری اور انسانی اثر پذیری کو جب عظیم فلسفی شاعر غالبؔ نے ملاحظہ کیا تو فرمانے لگے ؎

عشق پہ زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالبؔ
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

پیرِ رومی بھی تو ترجمانِ عشق ہیں! انہوں نے کائنات کے ذرے ذرے میں۔ اس کی جلوہ سامانیاں ملاحظہ فرمائیں تو یوں گویا ہوئے ؎

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما   اے طبیب جملہ علتہائے ما

سودا بھی ہو اور مبارک دخوش بھی ہو۔ یعنی دیوانگی بھی ہو اور فرزانگی بھی۔ جوش بھی ہو اور ہوش بھی۔ خود سپردگی بھی ہو اور خود نمائی بھی۔ ان تضادات کا حسین اجتماع عشق کی دُنیا سے باہر نہ کبھی ہوا ہے، نہ ہوگا۔

مگر عشق جس حُسن کا متلاشی ہے وہ کون سا حسن ہے مجاز کی تنگنائیوں سے گزرنے والے تو صرف جسموں کو چھلنی نہیں کرتے بلکہ رُوح کو بھی ابدی روگ لگا لیتے ہیں مگر حسن کو کہاں تلاش کریں مفکر اسلام بولے۔

سراپا حُسن بن جاتا ہے جس کے حُسن کا طالب
بھلا اے دل! حسین ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

اس حسن کے متلاشی خود بہ تو حسن سے وہ کچھ بن جاتے ہیں، جن کے متعلق شاعر مشرق یوں گوہر فشانی فرماتے ہیں۔

عاشقاں او ز خوباں خوب تر   وز حسینانِ جہاں مرغوب تر
دل ز عشقِ او توانا می شود   خاک ہم دوشِ ثریا می شود

وہ حسن جو عشق کو تابانیاں بخشتا ہے، جو دل کو توانائیاں عطا کرتا ہے۔ جو ذہن کو رعنائیاں دیتا ہے۔ جو وجود کی خاک کو ... بلندیاں عطا فرماتا ہے۔ اسی حسن کی تلاش میں کبھی حضرت سلمان فارسیؓ صحرا نوردی فرماتے ہیں۔ اسی کی تلاش میں سیدی بلالؓ دہکتے انگاروں پر لیٹ جاتے ہیں۔ اسی کی جستجو میں غوثِ اعظم کی مبارک آنکھیں خواب ناآشنا رہتی ہے۔ اور اسی کی آرزو میں سلطانِ ہند طویل سفر اختیار فرماتے ہیں۔

عشق سے سرشار ہستیوں نے کبھی زبانِ محبت سے گل کھلائے اور کبھی زبانِ قلم سے سدا بہار باغ لگائے۔ کبھی جامی نے الفت کے گیت گائے تو کبھی رومی و اقبال نے محبت کے ترانے سُنائے۔ عشق نے اظہار کا جو راستہ بھی پایا۔ یادِ محبوب کے سہارے اسی راستے پر گامزن ہو گیا۔

حُسن پرستی کی وہ ساری ادائیں جن سے کرۂ ارضی کے باشی واقف تھے۔ خود ان اداؤں کو پا کر محوِ حیرت

Marfat.com

ہوگئیں، جن کا ظہور سیدی صدیق اکبر سے لے کر آج تک اُمتِ مصطفوی کے افراد با کمال سے ہوا۔ یہاں محویت کا وہ عالم چشمِ فلک نے دیکھا جس کی کوئی مثال تاریخِ عالم کے پاس نہیں تھی۔ ہر طرف ان عاشقانِ باصفا کو صرف محبوب کے جلوے نظر آئے۔ بے خودی کی انتہائی بلندیاں ذرا ملاحظہ ہوں کہ ان رہ نوردانِ گلشنِ محبت نے مال و دولت کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔ اپنے دلوں کے ٹکڑے، اپنے جگر گوشے اپنی آنکھوں کے سامنے قربان کر دیئے۔ اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر حریمِ ناز میں یوں داخل ہوئے کہ ان کی نیازمندیاں مبدل بہ ناز ہوگئیں۔ خسرو کیا خوب کہہ گئے ؎

ہمہ آہوانِ صحرا، سرِ خود نہادہ بر کف
بہ امید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد

اسلام کی پوری علمی، اخلاقی، تہذیبی، تمدنی، معاشرتی اور سیاسی تاریخ اسی محبت و عشق کی ایک داستان ہے۔ اس گلشنِ سدا بہار میں عنادل چہکتے رہے ہیں اور چہکتے رہیں گے۔

محبت دیکھتی ہے کہ محبوب حسن و جمال کا مرتع ہے۔ جود و نوال کا منبع ہے۔ اور عظمت و کمال کا ماخذ ہے۔ تو وہ ہزار جان سے اس پر فدا ہوتی ہے۔ عشق کی نظریں محبوب کی ضیا پاشیوں پر پڑتی ہیں تو وہ لاکھوں اداؤں کے ساتھ اس پر قربان ہوتا ہے۔ یہ فدائیت ہی اطاعتِ حسن کا دوسرا نام ہے۔ یہاں حسنِ اتم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کا یہ حال ہے کہ اگر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بٹن مبارک کھلا دیکھا تو پھر اپنا بٹن ہمیشہ کھلا چھوڑا ہے۔ کسی مقام پر انہیں جان بخش مسکراہٹیں بکھیرتے ملاحظہ کیا ہے۔ تو زندگی کی راہوں پر چلتے جب بھی اس مقام سے گزر ہوا ہے۔ بے ساختہ محض تقلیدِ حسن میں مسکرا دیئے ہیں۔ فنائیت اور محویت کا یہ عالم ہے کہ ان کے اعضا و جوارح وہی حرکات کرتے ہیں، جن کا حکم انہیں سلطانِ حسن صلی اللہ علیہ وسلم دیتا ہے۔

اقوامِ عالم کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں کہ ان عاشقانِ دل فگار نے اپنے دماغ کسی اور کے ہاتھ میں دے رکھے ہیں۔ اپنے دلوں کے تخت پر کسی اور کو جلوہ فگن کر لیا ہے۔ ان کی اپنی مرضیاں کسی اور کی مرضی کے تابع ہیں۔ ایسا معلوم ہے کہ زندگی کی اسٹیج پر ان کی ساری اداکاری کسی اور کی نور ریزی کے

Marfat.com

لئے وقف ہے۔ فرزانوں نے انہیں دیوانے کہا۔ خود مستوں نے انہیں خدامست پایا۔ تنگ نظروں نے ان کے اعمالِ شاقہ کو دیکھ کر انہیں جن قرار دیا۔ مگر اصل شناس ملائکہ انہیں دیکھ کر عش عش کر اُٹھے کہ یہی دیوانے تو مقصودِ قدرت ہیں۔ یعنی ؎

فرشتے آسماں سے دیکھتے ہیں نقشِ پا اُن کے
جو تیرے در پہ بیٹھے تھے فقیرِ بے نوا بن کر

تسبیحِ محبت کے دانے کس حسن و رعنائی کے شیدائی ہیں۔ اور اس حسین قطار میں عشق و مستی کے کتنے گلہائے سدا بہار اور گوہر ہائے تابدار ہیں، ان کا شمار مشکل ہے۔ مگر ایک ایسے ہی عشق و مستی کے پھول کا نام نامی حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ ہے۔ گلشنِ فاطمہ کا یہ پھول ہمیں اس حسنِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں لے چلا ہے۔ جو اصلِ وجود اور مرکزِ ہر موجود ہے۔

شاہ صاحب موصوف ایک عالمِ باکمال اور مبلّغِ بے مثال ہیں۔ آپ کی مساعیٔ جمیلہ سے ذوقِ عبادت انگڑائیاں لینے لگ گیا ہے۔ صاحبِ زبان ہیں۔ اور زبان کی ساری قوتوں کو عشق کی ترجمانیوں کیلئے وقف کر دیا ہے۔ جب قال حال کے تابع ہوتا ہے۔ تو وہ گل پاشیاں کرتا ہے عطر بیزیاں کرتا ہے۔ ضوریزیاں کرتا ہے۔ موتی بکھیرتا ہے۔ اور گوہر لٹاتا ہے۔ آپ صاحبِ قلم ہیں۔ اور قلم کی معراج یہ سمجھتے ہیں کہ وہ صفحۂ قرطاس پر محبت بھرے دل کے ٹکڑے بکھیرتا چلا جائے خود تو صفحات پر وجد کے عالم میں رقص کرے۔ اور عشق بھرے دلوں کو عرشِ حسن پر محبوب کے سامنے رقصاں کر دے۔

حضور سرکارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم منبعِ حسن ہیں، مگر محققینِ مذہب نے آپ کے حسنِ بے مثال کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حسنِ ظاہری اور حسنِ باطنی۔ حسنِ ظاہری میں وہ یکتا ہیں۔ زبانِ حیدری نے سب عاشقوں کی ترجمانی ان الفاظ میں کی۔ بقول ناعتہ۔

لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ
نہ کوئی پہلے ایسا تھا۔ نہ بعد میں کوئی ایسا ہوگا۔

سیدی حسان رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

Marfat.com

خلقت مُبرّأً من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشآء

یہ دونوں حضرات تو اس بہارِ جانفزا کے عنادلِ مشاہداتی ہیں۔ جبرئیل کی زبان کو جو بیان فکرِ رضاؔ نے عطا کیا ہے، اس کا بھی جواب نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

چمنِ جہاں کے تھالے ۔۔۔ یہی بولے سدرہ والے
کوئی تجھ سا اور نہ پایا ۔۔۔ سب ہم نے چھان ڈالے

تجھے اِک نے اک بنایا

ہمارے عظیم مصنف نے اپنی مایہ ناز کتاب میں ــــ جسے اپنے موضوع پر ایک حسین و جمیل اضافہ کہنا چاہیے ــــ منبعِ حُسن اور مرکزِ جمال صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ پاک کے دونوں اصناف پر علمی گفتگو فرما کر فرزانوں کو دعوتِ فکر دی ہے۔ تو غلامانِ سیدالابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ عشق کا والہانہ تذکرہ فرما کر دیوانوں کو گلشنِ محبت میں نسیمِ صبح کی طرح اٹھکھیلیاں کرنے کا طریق سمجھایا ہے۔

وہ بیج جو خود حُسن عشق کی بنجر سرزمیں میں بو کر رحمت کے پانی سے پالتا ہے، نگاہ کی تجلیات سے اسے ایک شجر سدا بہار بناتا ہے۔ اس کے اندر حَبّۃ کون سی رعنائیاں لاتا ہے۔ اور عشقۃ اسی محبت پروردہ درخت پر جب اکاس بیل بن کر چھا جاتا ہے۔ اور اسے صرف اور صرف اپنا بنا لیتا ہے تو ہمارا حقیقت پرست مُصنّف اپنی قلم کاری سے ایک سماں باندھ دیتا ہے۔ صدائے تقدس سے محبت کا انداز کیا ہے؟ ہمارا مُصنّف اس کا جواب دیتے ہوئے جس والہانہ پن کا ثبوت مہیا کرتا ہے، وہ بھی اپنی دلیل آپ ہے۔ عشق رسول علیہ السلام حاصلِ ایمان ہے۔ یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا انداز کس حد تک دل کش اور ایمان افزا ہے۔ یہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ تذکرۂ حُسنِ مصطفیٰ علیہ السلام زبانِ صحابہ سے یوں ادا ہوا ہے کہ جان میں جان آ گئی ہے۔ عقل کو آگہی ملی ہے اور ایمان پر بہار آئی ہے۔

علّامہ عینیؒ محبت کے تین معیار قائم فرماتے ہیں اور حضرت شاہ صاحب قبلہ ان تینوں ترازوں میں آیات و احادیث رکھ کر حُسنِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی رعنائیوں اور دل گیریوں کی شرح فرما

Marfat.com

دیتے ہیں۔

بہاروں کا نقیب اپنے دامن کے ساتھ لاکھوں بہاروں کو باندھ کر جلوہ ریز ہوتا ہے کہ اندھیرے نور سے غم واندوہ سرور سے ظلم عدل سے اور زیادتی فضل سے مبدل ہو جاتے ہیں حضرت شاہ صاحب ان بہاروں کو دیکھتے ہیں۔ اور ہمیں بھی دعوتِ نظارہ دیتے ہیں۔

محبت کا تقاضا ہے کہ ذکرِ محبوب ہو، عشق کا تقاضہ ہے کہ اطاعتِ محبوبؐ ہو۔ یہی عقل کے مفتی کا فتویٰ ہے۔ اور یہی نقل کے قاضی کا فیصلہ۔ ہمارے مصنف نے یہاں بھی دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں اور دلکش پیرایۂ بیان سے حُسن کی عکاسی کرنے کی سعیٔ بلیغ کی ہے۔

حسن دوام کا متقاضی ہے تاکہ عشق کو دوام مل سکے۔ یہ نمازیں آخر کس لیے ہیں۔ صرف اسی لیے کہ حسن کے انداز کو دوام رہے۔ یہ اعمالِ محمدیؐ زندگیٔ دائمہ نہیں تو اور کیا ہیں؟ اور یہی اعمالِ فطرت، دوسرے لفظوں میں سُنّت کہلاتے ہیں۔ اور سُنّت کا احیاء ہی قربِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی دلیل ہے۔ یہی زندگی ہے۔ یہی بندگی ہے۔ اور یہی تابندگی ہے۔ ہمارے مصنف نے کس سلیقے سے ترجمانی کی ہے؟ یہ آپ خود کتاب سے ملاحظہ فرمالیں گے۔

اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ عالیہ جو شرفِ انسانیت کے لئے طرۂ امتیاز ہیں۔ کہاں سے فلاسفہ نے، سیاست دانوں نے علمائے اخلاق نے قانون سازوں نے اور انسانیت کے مصلحین نے لئے۔ یہ سب نوالِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے کاسۂ گدائی لے کر اور طلب کی جھولیاں پھیلا کر لیتے ہیں۔ یہ آئینہ بھی ہمارا علم دوست مصنف ہمارے سامنے رکھ دیتا ہے۔

محبت اطاعت کیش ہوتی ہے۔ عشق عملِ محبوبؐ کا ناقل ہوتا ہے۔ اسے محبوبؐ کی اداؤں کے بغیر کسی اور ادا سے واسطہ نہیں ہوتا۔ اس کے لئے معیار قرآن و سُنّت کے پیمانے ہوتے ہیں۔ اس کی زندگی ذکرِ محبوب سے عبارت ہوتی ہے۔ وہ دوسرے پروانوں کے ساتھ شمعِ حُسن پر نثار ہوتا ہے۔ مگر وہ کسی کا رقیب نہیں ہوتا۔ وہ کسی سے حسد نہیں کرتا۔ بُغض اس کی عادت سے دور ہے۔ اور دشمنی سے وہ نفور ہے۔ اس لئے کہ تکمیلِ محبت کے بعد وہ صرف اور صرف محبوب کے حُسن میں محو ہے۔ اور اس کا

Marfat.com

محبوب بھی کریم ہے۔ وہ بندہ پروری جانتا ہے۔ اس کی نگاہیں سب عاشقوں کے دلوں کو پالتی ہیں۔ تزکیہ فرماتی ہیں۔ محبوب سے منسوب ہر چیز سے اسے محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ بھی محبت کے لوازمات میں شامل ہے۔ یہ محبت مجازی محبتوں کی طرح بے عملی کی دنیا میں نہیں دھکیلتی۔ بلکہ ایک دُنیائے عمل بسانے پر آمادہ کرتی ہے۔ اس راستے پر چلنے والا مجسمۂ عمل بن جاتا ہے۔ اس کی سانس عامل ہے۔ اس کی فکر عامل ہے۔ اس کی نظر عامل ہے۔ وہ بے تیغ بھی جنگ کرتا ہے۔ اور دلوں کی دُنیا کو فتح کرتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے کہ محبت اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتی۔ عطاؤں سے نوازتی ہے۔ فوائد بخشتی ہے۔ ذروں کو ماہِ تمام بناتی ہے۔ قطروں کو سمندر کی وسعتیں بخشتی ہے۔ جب یہ قبلہ راست کرتی ہے تو مجازی محبتیں اس کے سامنے گردِ راہ سے بھی کم تر نظر آتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ حقیقۃً محبتیں نہیں ہیں۔ اس محبت کے علمبرداروں کی محفلوں میں نور و سرور کے خم پلائے جاتے ہیں۔ وہ عشق و محبت کی شرح اپنے حال کے مطابق فرماتے ہیں۔ ہمارے مفکر مصنف نے ان سب عنوانات کو اپنی کتاب میں محبت کے قلم سے عشق کی نورانی سیاہی کے ساتھ لکھا ہے۔ صفحۂ قرطاس پر دل چیر کر رکھ دیا ہے۔ اور خاصے کی چیز پیش کی ہے۔

مجھے یقینِ واثق ہے کہ اس قلم سے اس شاہکار کے بعد کئی اور شاہکار جلوہ ریز ہوں گے۔ میں قارئین کرام کے ساتھ حضرت برادر مکرم شاہ صاحب کے لئے دست بدعا ہوں کہ مولا کریم انہیں توفیق عطا فرماتے کہ وہ ہمیں اپنے عشق اور اپنی محبت سے حصہ وافر عطا فرماتے رہیں۔ اور محبوب برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم کی سرکار ابد القرار سے ہمیں وابستہ رکھنے کی مساعئ جمیلہ کو جاری و ساری رکھیں۔ آمین بالنبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بڑی مشکل سے پیدا اک وہ آدم زاد ہوتا ہے ۔۔۔ جو خود آزاد جس کا ہر نفس آزاد ہوتا ہے

والسلام

فقیر محمد ذاکر حسین شاہ چشتی سیالوی

خطیب جامع مسجد قبا، پشاور روڈ، راولپنڈی

۱۳، مارچ ۱۹۸۳ء، اتوار

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com